بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at five of the clock in the evening, with Mr. Acting Chairman (Malik Muhammad Ali Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ
لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ
وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ
اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ : شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان الرحم کرنے والا ہے ۔
اور کافر کہنے لگے اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو ۔ اور جب پڑھنے لگیں تو شور مچا دیا
کرو ، تاکہ تم غالب رہو ۔ سو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور
ان کے بُرے عملوں کے جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے ، یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ ہے ۔
یعنی دوزخ ۔ ان کے لیے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے ۔ یہ اس کی سزا ہے ۔ کہ ہماری آیتوں
سے انکار کرتے تھے ۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, October [illegible]

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at five of the clock in the evening, with Mr. Acting Chairman (Malik Muhammad Ali Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ
لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿٢٦﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ
وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ
اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے ۔
اور کافر کہنے لگے اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو ۔ اور جب پڑھنے لگیں تو شور مچا دیا
کرو ۔ تاکہ تم غالب رہو ۔ سو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور
ان کے بُرے عملوں کے جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے ، یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ ہے ۔
یعنی دوزخ ۔ ان کے لیے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے ۔ یہ اس کی سزا ہے ۔ کہ ہماری آیتوں
سے انکار کرتے تھے ۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب قائم مقام چیئرمین :
سوال نمبر ۹۸ : جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب

STUDENTS FROM BALUCHISTAN SENT ABROAD FOR HIGHER EDUCATION

98. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel** (Put by Qazi Hussain Ahmad): Will the Minister for Education be pleased to state the number of students district-wise from Baluchistan who were sent abroad during 1983–85 for higher education on Federal or Federally controlled scholarships?

Mr. Nasim Ahmad Aheer (Answered by Mr. Nasir Ali Khan Baluch): All scholarships are decided awarded on provincial quota basis and not on district basis of any province. Scholarships for college are decided on the recommendation of the concerned Education Department and scholarships to university teachers are awarded on the selection of Vice-Chancellor/concerned and the University Grants Commission.

The Ministry of Educaton awarded 27 scholarships to the students of Baluchistan for higher studies abroad under different scholarship scheme during the past two years. Break-up is given below:

1984-85

Cultural Scholarships	6
Quaid-e-Azam scholarship	1
Merit scholarships	2
COT scholarships	3
Total	12

1985-86

Cultural scholarships	9
Quaid-e-Azam scholarship	1
Merit scholarships	2
COT scholarships	3
Total	15

For 1986-87, 13 seats/scholarships have been allocated for students from Baluchistan.

Details are given as under :

Cultural scholarships	7
Quaid-e-Azam Scholarship	1
Merit Scholarships	2
COT Scholarships	3
Total	13

جناب شاد محمد خاں: جناب والا! کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ سال ۱۹۸۶ - ۸۷ء میں بلوچستان کے طلباء کے لیے وظائف کا کوٹہ ۱۳ ہے تو باقی صوبوں کی کیا حالت ہے؟

جناب ناصر علی خاں بلوچ: جناب یہ سوال بلوچستان کے متعلق تھا اگر باقی صوبوں کا پوچھیں گے تو وہ بھی ایوان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب شاد محمد خاں: اچھا جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: فریش نوٹس دے دیں، جناب عبدالرحیم میر داد خیل نمبر ۹۹

OUT OF ORDER TELEPHONES IN BUNEER

99. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel** (Put by Qazi Hussain Ahmad): Will the Minister for Communications be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that many telephone connections have been rendered useless in Buneer, sub-Division Swat District ;

(b) if the answer to (a) above be in the affirmative, when these telephone lines will start functioning properly ; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the Government for the installation of telephone exchanges in Batoor Wasaq, Tadgai, Chamala, Tutaly and Makhar Zain in Buneer sub-Division; if so by what date will the proposal materialized?

Malik Nur Hayat Khan Noon (Answered by Mr. Muhammad Ibrahim Baluch): (a) Telephone connections are working normally, however, long distance trunks are under trial operation.

(b) Installation of long distance equipment has been completed, tested and it is under trial operation for one month.

(c) There is no proposal for telephone exchanges during the current plan at the following places.

1. Batoor Wasaq
2. Tadgai
3. Makhar Zain
4. Chamala.

In Tutaly a 50 line manual exchange is in the final stage of installation and is expected to be commissioned shortly.

Mr. Shad Muhammad Khan: Sir, what is the general policy regarding the installation of telephone exchanges in the country?

Mr. Muhammad Ibrahim Baluch: I did not follow the question, repeat it.

جناب شاد محمد خاں : جناب والا : میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ تمام ممالک میں آپ جو اس طرح کے ایکسچینج کھولتے ہیں ۔ اس کے لیے پالیسی کیا ہے ۔ کس کرائٹیریا پر آپ کھولتے ہیں ؟

Mr. Muhammad Ibrahim Baluch: Provision of telephone exchange is based on factors such as population, social economical activities of the inhabitants and their demand. It is certainly based on the recommendations of the respective Telecommunication region.

جناب قائم مقام چیئرمین : اگلا سوال ، جناب عبدالرحیم میر داد خیل ۔

DEFENCE HOUSING COLONIES

100. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel** (Put by Qazi Hussain Ahmad: Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) the total number of Defence Housing colonies established in the country;

(b) the procedure adopted for the establishment of such colonies;

(c) the terms and conditions and procedures for allotment of plots to the officers in such colonies; and

(d) the conditions for sale of these plots by the allotees indicating also restriction if any imposed in this regard?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Zain Noorani): (a) The total No. of Defence colonies (Defence Officer's Housing Schemes) in the country is 81.

(b) These colonies (Defence Officer's Housing Schemes) are set up on surplus military lands keeping in view the total requirements of the plots to be allotted and the future land use by the Armed Forces. These schemes are prepared by the Government after consulting the Services Headquarters keeping in view the principles of town planning. Isolated plots are not included in the schemes.

(c) The plots in the Defence Housing Schemes are allotted on the recommendation of Services Headquarters. These HQrs. recommend the names of eligible officers based on conditions like length of service, gallantry awards, disability etc. These plots are leased to the allottees for a term of 99 years, renewable for another similar term, after payment of the prescribed premium, ground rent and development charges.

(d) The plots under these schemes cannot be transferred by sale except after the completion of the building and with the prior approval of the Government.

قاضی حسین احمد : جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائیٹیز ہیں پلاٹ آرمڈ فورسز کے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں، کیا وہ سویلین کی طرف بھی ٹرانسفر ہو سکتے ہیں۔

جناب زین نورانی : جناب مکانات کی تعمیر کے بعد ان کی ٹرانسفر پر کوئی پابندی نہیں ہے، جس کی مرضی ہو، وہ ٹرانسفر کر سکتا ہے۔

قاضی حسین احمد: جناب وزیرِ متعلقہ یہ بیان فرمائیں گے کہ آیا ان کے علم میں یہ بات ہے کہ اکثر پلاٹس پر بنگلے بن چکے ہیں اور سویلینز کو ٹرانسفر ہو چکے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: سوال کو ذرا دہرا دیں۔

قاضی حسین احمد: کیا اس کی افادیت اس سے مجروح نہیں ہوتی کہ وہ پلاٹس سویلینز کو ٹرانسفر ہو جائیں، پھر وہ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی تو نہیں رہتی۔ جب اس میں سویلینز کی اکثریت ہو جاتی ہے؟

جناب زین نورانی: جیسا کہ میں نے بتایا کہ پابندی نہیں ہے، اگر معزز سینیٹر صاحب کوئی مناسب تجویز دینا چاہتے ہیں، کہ اس پر کوئی پابندی لگائی جائے تو اس کو ضرور کنسیڈر کیا جائے گا۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! میں اس میں یہ گزارش کروں گا کہ جو پلاٹ اس طریقے سے جن لینڈز میں سے دیئے گئے ہیں وہ کینٹونمنٹ کی ضرورتوں کے لیے اور ملٹری کی ضرورتوں کے لیے لینڈز تھیں۔ اس طریقے سے فوج نے اسے تقسیم کر کے ایک تو مستقبل کی وہ ضرورت جو ملٹری کینٹونمنٹ کی ہوتی ہے اس کو ختم کر دیا ہے وہ possibility نہیں رہی اور دوسری بات اس میں یہ ہے کہ وہ Defence personnel کے ہاتھ میں بھی نہیں رہے وہ تمام پلاٹس سویلینز کے ہاتھوں میں چلے گئے ہیں۔ اور اس سے جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ اس سے کیا صرف یہی مقصود نہیں ہے۔ کہ اپنے لوگوں کو جو ڈیفنس کے آفیسرز ہیں، ان کو پیسے بنانے کے لیے ایک موقع فراہم کرنا ہے۔

جناب زین نورانی: جناب والا! معزز سینیٹر صاحب کے ضمنی سوال کا جو پہلا حصہ ہے، وہ صرف ایک تقریر اور ایک رائے کا اظہار ہے۔ ضمنی سوال کا حصہ وہ نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک آخری جملہ ہے، وہ ضرور ریلیونٹ ہے، لیکن یہ صورت حال ایسی نہیں ہے۔ لوگوں کو زمینیں دی جاتی ہیں اس پر وہ عمارات بناتے ہیں اور آگے جا کر کسی سٹیج پر انہیں پیسے کی ضرورت ہوتی ہے یا کوئی اور ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس کو فروخت بھی کرتے ہیں لیکن میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی فوج میں جو لوگ کام کرتے ہیں وہ بھی پاکستانی ہیں اور جس طرح مجھے یہ حق ہے کہ میں کوئی زمین خرید دوں .... (مداخلت)

قاضی حسین احمد: بلکہ وہی پاکستانی ہیں۔

جناب زین نورانی: وہ بھی پاکستانی ہیں یہ تسلیم کریں اور اگر ان کو کوئی فائدہ ہوتا بھی ہے تو اس

ہیں اعتراض کی کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اور تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ جی سومرو صاحب ۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, it is said that they can transfer the plots with the prior approval of the Government. Are there any rules set from where they would grant prior approval or they would refuse it?

Mr. Zain Noorani: Sir, a proper set of rules does exist. They are very rigidly enforced and when any application for transfer of this property even to a civilian is made to the Government, proper inspection is taken under the rules.

جناب قائم مقام چیئرمین : اگلا سوال مولانا کوثر نیازی صاحب

SCURRILIOUS WRITING OF DR. SULMAN ATHER

101. ***Maulana Kausar Niazi**: Will the Minister for Education be pleased to state :

(a) whether it is in the knowledge of the Government that Dr. Muhammad Sulman Ather, a teacher in the Islamia University Bhawalpur has used extremely derogatory language for the Holy Prophet (P.B.U.H.) in his Ph. D. thesis ;

(b) whether it is also in the notice of the Government that strong protests are being made against the scurrilious writing of the said teacher ; and

(c) the action being taken by the Government in this regards ?

Mr. Nasim Ahmad Aheer (Answer by Mr. Nasir Ali Khan Baluch): (a) Yes.

(b) Yes.

(c) Dr. Muhammad Sulman Ather, has been dismissed from service by the Islamia University, Bahawalpur.

جناب قائم مقام چیئرمین : جی مولانا کوثر نیازی صاحب ۔

مولانا کوثر نیازی : ضمنی سوال ، کیا حکومت مذکورہ لیکچرار کی اس انتہائی توہین آمیز

تحریر کے خلاف کوئی مقدمہ دائر کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے ؟

جناب ناصر علی خان بلوچ : سر جہاں تک اس بات کا تعلق تھا کہ اس نے جو نازیبا الفاظ کہے ، اس کے تحت اس کو سزا دے دی گئی ہے کہ فاضل ممبر اس کے متعلق کوئی ایسی پروپوزل دیں تو اس رائٹر کے ساتھ کسی مسلمان کو ہمدردی نہیں ہو سکتی ۔

مولانا کوثر نیازی : کیا قومی اسمبلی میں توہین رسول کے لیے جو سزا کا قانون منظور ہوا ہے اور ابھی سینٹ میں بھی آنا ہے ۔ اس کے پیش نظر یہ جرم محض اس کے لیے اتنا ہے کہ ملازمت سے برطرفی ہی کافی ہے ۔ کیا اس کے لیے قانونی کارروائی ضروری نہیں ہے ؟

جناب ناصر علی خان بلوچ : سر یہ مقدمہ اس قانون کے پاس ہونے سے پہلے کا تھا ۔

مولانا کوثر نیازی : قانون بن جانے کے بعد کیا وہ اس پر غور کریں گے ؟

جناب ناصر علی خان بلوچ : سر کیوں نہیں ، ضرور انشاء اللہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اگلا سوال مولانا کوثر نیازی صاحب ۔

RECREATION ALLOWANCE

102. ***Maulana Kausar Niazi:** Will the Minister for Communications be pleased to state :

(a) whether it is a fact that a few years ago postal employees were paid recreation allowance annually which has since been discountinued ; and

(b) whether Government intend to restore this allowance or in lieu thereof pay as special Eid allowance on the occasion of the two Eids to these employees ?

Malik Nur Hayat Khan Noon (Answered by Mr. Muhammad Ibrahim Baluch): (a) Yes. Recreation allowance was, however, discontinued with effect from 1st July, 1983 by the Ministry of Finance.

(b) The Pay Committee set up by the Government is considering all such proposal relating to civil servants as a whole and not only for Postal employees. Its recommendations would be considered by the Government and decisions announced in due course of time.

جناب قائم مقام چیئرمین : ضمنی سوال ؟

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! جو میرے پاس جواب ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے غالباً یہی ٹینڈر کیا گیا ہے تو تب بھی اُسے ٹھیک ہونا چاہیئے تھا۔ یہاں یہ ہے ۔ کہ جی ہاں ریکریشن الاؤنس وزارتِ خزانہ کے حکم کے تحت مورخہ یکم جولائی ۱۹۸۳ء سے ختم کر دیا گیا ہے ۔ محکمہ ڈاک اس الاؤنس کی بحالی یا اس کے بدلے میں "عید الاؤنس" کی ادائیگی کے ضمن میں حکومت کے ارادہ سے آگاہ نہیں ہے ۔ اس سلسلہ میں صرف وزارتِ خزانہ ہی روشنی ڈال سکتی ہے ۔ اب کون سا جواب درست سمجھا جائے ؟

جناب محمد ابراہیم بلوچ : جناب جو میں پڑھ رہا ہوں وہ درست ہے ۔

مولانا کوثر نیازی : ہم نے وہ جواب پوری طرح سنا نہیں کیونکہ ہم تو اس سکھے ہوئے ہی پر غور کر رہے تھے ، وزیر صاحب یہ فرمائیں کہ کیا محکمہ ڈاک کے غریب ملازمین کا جو تفریحی سالانہ الاؤنس ختم ہوا ہے ۔ اس کی بحالی کے لیے آپ کی وزارت ، وزارتِ خزانہ کو سفارش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

جناب محمد ابراہیم بلوچ : آنریبل سینیٹر صاحب ہم نے سفارش کر دی ہے ۔

مولانا کوثر نیازی : بہت بہت شکریہ ۔

FOREIGN SCHOLARSHIPS AND ITS UTILIZATION

103. ***Maj. Gen. Retd. Shirin Dil Khan Niazi**: Will the Minster for Education be pleased to state :

(a) the number of foreign scholarships offered to Pakistan during the period 1980–85 and year-wise allocation to the provinces by the Federal Government ;

(b) how many scholarships had been utilized by each province each year since 1980 ; and

(c) whether it is a fact that main reason of non-utilization is insufficient time given by the Federal Government to the province ?

Mr. Nasim Ahmad Aheer (Answered by Mr. Nasir Ali Khan Baluch): (a) A total number of 986 scholarships were offered to

Pakistan by the friendly countries during 1979-80 to 1985-86. Year-wise breakup is as under :–

Year	Offers
1979-80	249
1980-81	70
1981-82	150
1982-83	63
1983-84	108
1984-85	170
1985-86	176
Total	986

Province-wise allocation is as under :–

Province	All.	%	Due share
Punjab	534	54.15	56%
Sind	221	22.42	21%
N.W.F.P.	130	13.18	13%
Baluchistan	40	4.06	4%
F/A, FATA AK, FANA	61	6.19	6%
Total		100.00	100%

Year-wise allocation to provinces may kindly be seen at Annex-I.

(b) Province-wise utilization from 1979-80 to 1985-86 is as under :–

Province	Utilization	%
Punjab	219	45.91%
Sind	115	24.10%
NWFP	89	18.65%
Baluchistan	26	5.46%
FA/FATA/FANA/AJK	28	5.88%
Total	477	100.00%

Year-wise, province-wise utilization may kindly be seen at Annexure-II

(c) It is not a fact.

Since 1983-84, Ministry of Education has evolved a system through which applications for award of scholarships offered by friendly foreign countries are advertised in the Press. All applications are evaluated on a criteria and information about eligible candidates is computerised. Finally. Subject wise, provincial wise merit lists are prepared and candidates are nominated from that list according to merit.

Annex-I

SCHOLARSHIP OFFERED DURING 1979–85 AND THEIR PROVINCE-WISE ALLOCATION

Cultural Scholarship :

Year	Total Offers	Punjab	Sind	NWFP	Baluchistan	Federal AJK/ FATA FANA
1	2	3	4	5	6	7
1979-80 ..	245	137	51	32	10	15
1980-81 ..	65	36	14	8	3	4
1981-82 ..	130	73	27	17	5	8
1982-83 ..	60	33	13	8	2	4
1983-84 ..	103	58	22	13	4	6
1984-85 ..	140	82	31	18	6	9
1985-86 ..	148	83	32	18	6	9
Total ..	891	502	190	114	36	55

…ining Programme under Technical Assistance :

1	2	3	4	5	6	7
1979-80		6	2	1	—	
1980-81		2	3			
1981-82		4	9	5	2	
1982-83		3				
1983-84		3	1			1
1984-85		5	6	5		2
1985-86		6	3	3	1	1
Total . .	74	29	24	14	3	4

Training facilities under Faculty Development Programme.

1985-86	15	3	7	2	1	2
G. Total . .	986	534	221	130	40	61=986

Annex-II

PROVINCE-WISE UTILIZATION OF TECHNICAL/ULTURAL SCHOLARSHIPS DURING 1979–85.

Year	Punjab	Sind	NWFP	Baluchistan	Federal AJK FANA FATA	Total
1979-80	72	46	30	11	3	162
1980-81	30	43	12	1	2	58
1981-82	30	18	14	4	3	69
1982-83	25	6	11	1	4	47
1983-84	17	8	4	3	4	36
1984-85	20	13	9	2	6	50
1985-86	25	11	9	4	6	55
Total	219	115	89	26	28	477

جناب قائم مقام چیئرمین : ضمنی سوال ؟

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : ضمنی سوال یہ ہے کہ صفحہ ۲ پر ٹوٹل ۹۸۶ ہوا ہے مگر انہوں نے ۶۱ اس میں add کیا ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کہاں سے add کردیا۔ یہ میرے خیال میں صوبہ وار ... (مداخلت)

جناب ناصر علی خاں بلوچ : نہیں سر، وہ ۹۸۶ ہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ کے پاس اردو کا ہے۔ آپ اردو میں جواب دینا چاہتے ہیں؟

جناب ناصر علی خاں بلوچ : جی ہاں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی پڑھئے آپ کے پاس اردو میں جواب ہے۔

جناب ناصر علی خاں بلوچ : اس میں تو سر ۶۱ کوئی نہیں دیا ہوا۔

Maj. Gen. (Retd) Shirin Dil Khan Niazi: Actually, the total figures as offered is 986. You have told as offered to the provinces as 897. The difference of 61, that is added here.

جناب ناصر علی خاں بلوچ : سر میں اس کی تفصیل عرض کر دیتا ہوں۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۲۴۹ اور ۸۱-۱۹۸۰ء میں ہیں

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : ۲۴۹ کی بجائے ۲۴۵ ہیں۔

جناب ناصر علیخاں بلوچ : نہیں سر ۲۴۹ ہیں ۸۲-۱۹۸۱ء میں ۱۵۰ ہیں ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۶۳ ہیں ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۱۰۸ ہیں ۸۵-۱۹۸۴ء میں ۱۷۰ ہیں ۸۶-۱۹۸۵ء میں ۱۷۶ ہیں سر یہ ٹوٹل ۹۸۶ ہے انیکسچر ون پر ۲۴۵ ہے اور ٹوٹل ۸۹۷ آتا ہے

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : آپ انیکسچر نمبر ۱ میں اسی فگرز کو دوبارہ پڑھیں۔ انیکسچر ون پر ۲۴۵ ہے اور ٹوٹل ۸۹۷ آتا ہے۔

جناب ناصر علیخان بلوچ : ۲۴۹ جو ہے وہ درست ہے۔ میرے پاس ان کی رپورٹ بھی ہے اور یہ جو اردو میں چھپا ہوا ہے اس میں بھی اس طرح ہے۔

Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi: But this is what is written here? Scholarship offered during 1979–85 and their province-wise allocation—Annexure I?

جناب ناصر علیخان بلوچ : سر ۲۴۹ ہی ہے۔

Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi: This is wrong.

جناب قائم مقام چیئرمین : اس کے لیے آپ کو calculation کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ناصر علیخان بلوچ : سر میرے پاس اصل فگرز بھی ہیں اور جو چھپا ہوا ہے۔ اردو میں اس میں ۲۴۹ ہے۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نشیر بن دل خان نیازی : آپ انیکسچر ون نہیں پڑھ رہے انیکسچر ون پڑھ لیجئے۔

جناب ناصر علیخان بلوچ : سر اصل فگر جو میں نے عرض کی ہے اس پر فاضل ممبر کو کوئی اعتراض ہے تو میں حاضر کھڑا ہوں۔ سر یہ ۲۴۹ ہی لکھا ہوا ہے سر میری ایک اور گزارش ہے کہ یہ سوال نمبر ۱۰۴ پڑھ رہے ہیں۔ یہ چار صفحہ پر جو دیکھ رہے ہیں یہ ۲۴۹ ہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی بالکل ٹھیک ہے، جنرل صاحب آپ صفحہ نمبر ۴ پر دیکھتے گا اس پر بڑا کلیئر ہے اور فگرز ٹھیک دیئے ہیں وہ کوئیسچن اور صفحہ میں فرق ہے، سردار خضر حیات صاحب۔

سردار خضر حیات خان : کیا وزیر صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ صفحہ چار پر تمام صوبوں کے شیئرز ہیں، پنجاب کے ۲۴۹ ہیں اور استعمال ۲۱۹ ہوتے ہیں utilization بہت تھوڑی ہے کیا سٹوڈنٹس available نہیں تھے۔ یا انہوں نے وظیفے دیئے ہی نہیں، تمام صوبوں میں جتنے ان کے شیئرز تھے ان سے بہت کم ان کو وظیفے دیئے گئے ہیں۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب ناصر علیخان بلوچ : سر اس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثال کے طور پر جو شرائط ان وظائف کے لیے دوست ممالک رکھ دیتے ہیں، باوجود ہماری کوششوں کے ان شرائط پر اہل نامزدگیوں کا ملنا دشوار ہوتا ہے۔ نمبر ۲ عام طور پر زبان کا مسئلہ طلباء کی حوصلہ شکنی کا سبب بن جاتا ہے اور وہ ان ممالک مثلاً روس، شام، چین، جاپان وغیرہ جہاں سے یہ سکالرشپ آفر ہوتا ہے۔ جانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

نمبر ۳، انتخاب کے لئے بعض ممالک کا معیار بہت بلند ہوتا ہے۔ مثلاً چین، مصر، شام ۷۵ تا ۸۰ فیصد نمبروں کا معیار رکھتے ہیں جو کہ وظائف کے ضائع ہونے کا سبب بنتا ہے۔

نمبر ۴، دوسرے اداروں سے نکلنے والے وظائف کی وجہ سے نامزد طلباء سفارتی وظائف

باہر جانے سے انکار کر دیتے ہیں کیونکہ ان اداروں سے ملنے والے وظائف سفارتی وظائف سے زیادہ ہوتے ہیں۔

نمبر ۵، منتخب شدہ طلباء اپنے جواب سے آیا وہ جانے کے لیے تیار ہیں یا نہیں، ہمیں گیارہ گھنٹوں کے اندر اندر جواب نہیں دیتے ہیں، جو کہ ہمارے لیے بڑا مسئلہ ہے۔

نمبر ۶، بعض اوقات ہمارے نامزد طلباء ان ممالک کے امتحانات میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ جن ممالک سے یہ وظائف ملتے ہیں۔

نمبر ۷، ان وظائف کے لیے مقررہ آخری تاریخ بھی ایک مسئلہ ہے کیونکہ بعض نامزد طلباء اس مقررہ تاریخ تک کاغذات جمع کرانے سے قاصر ہوتے ہیں۔

نمبر ۸، ایک اور بڑا مسئلہ ان اشتراکی ممالک کے ساتھ ہمارے وظائف کا ہے، عوام عام طور پر ان ممالک میں پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہوتے تو سر ان وجوہات کی بنا پر وہ تمام لڑکے نہیں جا سکتے۔

سردار خضر حیات خان: اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت کو ایسے آدمی نہیں ملتے اور یہ وظائف ضائع کر دیتے ہیں؟

جناب ناصر علیخان بلوچ: نہیں سر، اس میں حکومت کی طرف سے ضائع کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو وجوہات میں نے جناب کی خدمت میں پیش کی ہیں انکی وجہ سے وہ نہیں جا سکتے۔ حکومت کا تو اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیر دل خان نیازی: میں جاننا چاہتا تھا کہ منسٹری آف ایجوکیشن یہ سکالرشپ یا وظائف صوبوں کو کب آفر کرتی ہیں۔ اور صوبوں کے جواب دینے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں قائد اعظم سکالرشپ ۸۲ء کا ایک طالب علم کو ابھی دیا گیا ہے۔ یہ قائد اعظم سکالرشپ ہے اسی طرح فارن ممالک جو ہمیں سکالرشپ دیتے ہیں۔ وہ کتنی مدت میں جانا چاہیئے۔ ایک سال یا دو سال میں جانا چاہیئے۔ ایسی ڈیٹیلز چاہئیں۔ یہ طلباء ہمارے قصور کی وجہ سے نہیں گئے یا ہم نے withdraw کیا ہے؟

جناب ناصر علیخان بلوچ: جناب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہماری اس میں کوئی وجہ نہیں ہے۔ جتنے وہ وظائف دیتے ہیں۔ اس سے دگنا ہم نامزد

کر کے بھیج دیتے ہیں۔ لیکن ان میں سے منظور کرنا انکا کام ہے لیکن جو دیر وہاں سے ہو جاتی ہے اس کی ذمہ دار ہماری نہیں ہو سکتی۔

سردار خضر حیات خان : سپلیمنٹری سر، کیا یہ سلیکشن سنٹرل گورنمنٹ کرتی ہے یا پراونشل گورنمنٹ کو اس میں کچھ دخل ہوتا ہے؟

جناب ناصر علیخان بلوچ : سر یہ مرکزی حکومت کرتی ہے۔

سردار خضر حیات خان : تو اگر آدمی نہیں ملتے تو آپ صوبائی حکومتوں سے رابطہ کر کے ان کو بھی یہ offers کر دیں تاکہ وہ لوگ یہ سارے وظائف utilize کر سکیں؟

جناب ناصر علیخان بلوچ : سر اس کے لیے باقاعدہ اشتہار دیا جاتا ہے، خواہش مند لوگ باقاعدہ apply کرتے ہیں۔ تمام لوگوں کو باقاعدہ موقع دیا جاتا ہے۔

سردار خضر حیات خان : اگر صوبوں کو بھی کچھ موقع دے دیا جائے تو اسمیں حرج کیا ہے؟

جناب ناصر علیخان بلوچ : سر اس میں صوبوں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ تو تمام پاکستان کے لیے ہوتے ہیں۔

سردار خضر حیات خان : اگر فیڈرل لیول پر سٹوڈنٹس available نہیں ہوتے تو آپ صوبوں سے رابطہ کر لیا کریں۔

جناب ناصر علیخان بلوچ : سر صوبے پاکستان سے علیحدہ تو نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۱۰۴ میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی صاحب۔

UTILIZATION OF FOREIGN SCHOLARSHIPS

104. ***Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi**: Will the Minister for Education be pleased to state :

(a) whether it is a fact that due to wrong policies of Government two-third of foreign scholarships go un-utilized each years; and

(b) the measures being taken by the Government for streamlining the procedure for full utilization of foreign scholarships ?

Mr. Nasim Ahmad Aheer (Answered by Mr. Nasir Ali Khan Baluch): (a) It is not true that two-third of foreign scholarships go un-utilized every year. During 1979-80 to 1985-86 the position has been as under: –

Offered by Foreign Governments	[illegible]
Withdrawn by Foreign Governments	3[illegible]
Declined by the selectees at eleventh hour ..	98
Under process	14
Utilized	4[illegible]7
Total ..	986

(b) Every effort is being taken by the Ministry of Education for maximum utilization of these scholarships. Creation of a new formula for evaluation of applications, preparation of merit lists through computer etc. are few steps taken recently.

A detailed study of utilization of these scholarships has recently been completed and lapses high-lighted in the study will immediately be removed.

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : سپلیمنٹری سر، جنہوں نے انکار کیا ہے ان کے متبادل کیا دوسرے اُمیدوار نہیں تھے؟

جناب ناصر علی خان بلوچ : سر کسی کے ساتھ حکومت کی مخالفت تو نہیں ہے اگر متبادل ہوتے تو ان کو ضرور بھیج دیا جاتا۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : اصولاً آپ ہمیشہ نمبر ون اور نمبر ٹو دو نام لیتے ہیں، کیا دونوں نے انکار کیا ہے، کیا دونوں غیر حاضر تھے؟

جناب ناصر علیخان بلوچ : نہیں سر، اصولاً اس طرح نہیں ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اس کے لئے کمپیوٹر کے تحت نام نکالا جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ نمبر دو کے لئے آپ فرما رہے ہیں، اگر پہلا آدمی آخری لمحہ میں انکار کر دے تو نمبر دو کا لینا بہت مشکل ہو جائے گا، اس کا پروسیجر بہت لمبا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد : کیا وزیر صاحب یہ یقین دہانی کرائیں گے اور بتائیں گے کہ اس میں سرخ فیتہ تو involve نہیں ہے؟

جناب ناصر علی خان بلوچ : سر میں بالکل یہ یقین دلاتا ہوں کہ کمپیوٹر کے تحت سرخ فیتے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قاضی حسین احمد :۔ کمپیوٹر کا سوال نہیں جناب والا! یہ جو پروسیس ہے یہ اتنا لمبا تو نہیں ہے کہ اس کے نتیجے میں لوگ رہ جاتے ہیں اور وقت گزر جاتا ہے۔

جناب ناصر علیخاں بلوچ : سر اس میں، میں نے عرض کیا ہے کہ حکومت کی مجبوری ہے کیونکہ غیر ممالک کا اپنا قاعدہ ہے۔ اس میں ہماری دخل اندازی بہت مشکل ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی نثار محمد خاں صاحب۔

جناب نثار محمد خاں : جناب والا! یہ سرخ فیتے کا اشارہ کیا ہے کیا سبز فیتے کی طرف ان کی نگاہ نہیں گئی۔

جناب ناصر علی خان بلوچ : اسی لئے سر میں نے عرض کیا ہے کہ سرخ فیتے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، سبز فیتے ہی کی وجہ سے تو غلط کام نہیں ہو رہا۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خاں نیازی : یہ کمپیوٹر کو تو انسان ہی فیڈ کرتے ہیں، میرے پاس ڈاکٹر ایم کمال کا ایک کیس ہے جس کو آپ نے قائداعظم سکالرشپ دیا اور اس کو آپ کی منسٹری نے بتایا کہ بھائی آگے کوشش کرو، شاید تمہارا نام clear نہ ہو جبکہ ڈاکٹر ایم کمال فرنٹیئر میں دو تھے۔ بدقسمتی ہے یا خوش قسمتی یہ لڑکا صوابی کا تھا اور دوسرا دیر کا تھا۔ اگر اس لڑکے کو یہ نہ بتاتے تو کمپیوٹر والا جو deserving candidate ہے وہ شاید رہ جاتا کیا یہ حقیقت ہے؟

جناب ناصر علی خان بلوچ : سر جہاں تک اس نام کا تعلق ہے اس کے متعلق تو میرے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے۔ لیکن امید تو یہ کی جاتی تھی کہ اس طرح جو انصاف پہ مبنی پروگرام بنایا گیا ہے، اس کی تعریف ہوگی، بہر حال اس کے متعلق اگر فاضل ممبر ہمیں کوئی اطلاع دیں تو اسکی تحقیقات کرا کر حق دار کو حق دیا جائیگا، اب جیسا کہ انہوں نے کہا کہ صحیح آدمی کو اطلاع مل گئی ہے .... (مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: کیا وزیر صاحب یہ بتلائیں گے کہ ابھی اکتوبر میں جن لوگوں کو فارن سکالرشپ پر جانا ہے اور اسکی آخری تاریخ اکتوبر ہی ہے۔ کیا ان کا سارا پراسیس مکمل ہو چکا ہے اور ان کو اطلاعات دی جا چکی ہیں؟

جناب ناصر علیخان بلوچ: سر یہ اگر فاضل ممبر چاہیں تو میں کل معلوم کر کے ان کو عرض کر دوں گا۔ کیونکہ میرے پاس یہ اطلاع نہیں ہے۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! مجھے یہ معلوم ہے کہ ایک ہفتہ پہلے تک ان لوگوں کے بارے میں تمام پراسیس مکمل نہیں ہو سکا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: قاضی صاحب یہ جو ضمنی سوال ہے، اس کے بارے میں اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں بصورت دیگر فریش نوٹس دے دیں تاکہ details سامنے آ سکیں۔

قاضی حسین احمد: یہ بالکل صحیح ہے جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پیر عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ: جناب میں آپ کی توسط سے جناب وزیر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جتنے ضمنی سوال اٹھے ہیں، ان سے یہ ثابت ہوتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ زیادہ تر سکالرشپ یہاں منسٹری میں delay ہوتے ہیں۔ تو وزیر صاحب اس پر غور کریں۔ اور ان لوگوں کی امداد کریں تاکہ منسٹری میں delay نہ ہوں There are many cases which we can mention. They never care People come to us. اور میں خود بھی بعض سیکشن آفیسرز کے پاس گیا ہوں۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ جی یہ اگلے سال جو ہو جائے گا۔ تو یہ پروسیس نہیں ہوتے ہیں اسی لیے یہ ضمنی سوالات اسی پوائنٹ پر اٹھے ہیں۔ لہٰذا وزیر صاحب اس پر غور کریں۔

جناب ناصر علیخان بلوچ: سر جو کچھ فاضل ممبر کے خدشات ہیں، اس کے لیے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ تشریف لے آئیں اور وہ جہاں بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس میں کچھ ایسی خرابی ہو رہی ہے۔ تو یقینی طور پر اس کو دور کیا جائے گا۔ حکومت نے یہ انتہائی کوشش کی ہے کہ وظائف صحیح بچوں کو ہی ملیں۔

قاضی حسین احمد : سر کیا یہ جو سرخ فیتہ چل رہا ہے اسکو سبز فیتے کا نام دینا پسند فرمائیں گے ؛ سبز فیتہ اس سے زیادہ بدنام ہو جائے گا ۔ اگر آپ اس کو ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب ناصر علی خاں بلوچ : نہیں، نہیں ہم تو کوشش ہی کر رہے ہیں کہ سبز فیتہ بدنام نہ ہو کیونکہ سبز رنگ ہی ایسا ہے ، اسے بدنام نہیں ہونا چاہیئے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اس سوال پہ گیارہ ضمنی سوال ہو گئے ہیں ، ویسے اس بارے میں ذاتی request منسٹر صاحب سے یہی ہے کہ جو ضمنی سوالات تھے جیسے سید عباس شاہ صاحب نے کہا ہے ۔ ان کا مقصد ایک ہی تھا ، کیا آپ ہاؤس کو یہ یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ ملکی و قومی اور طلباء کے مفاد کے لئے یہ آپ کر سکتے ہیں کہ اگر ایسی کوئی چیز ہوتی تو آپ ان لوگوں کے خلاف [illegible] لیں گے ؟

جناب ناصر علی خان بلوچ : سر بالکل ضرور انشاء اللہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : ملک نور حیات نون صاحب نہیں ہیں تو ان کی جگہ کمیونیکیشن کے ابراہیم بلوچ صاحب جواب دیں گے ۔

جناب احمد میاں سومرو : ملک نور حیات خان نون صاحب نے کیا سینٹ کا بائیکاٹ کر رکھا ہے ۔ کہ وہ کبھی یہاں نہیں آتے یا کیا لاء منسٹر صاحب نے ۔ ۔ (مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : میرا خیال ہے لاء منسٹر صاحب نہیں ہیں کہ ان سے پوچھ لیا جائے ، لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ ملک نور حیات نون صاحب سے عرض کی جائے کہ وہ یہاں تشریف لائیں ۔ لیکن جہاں تک ابراہیم بلوچ صاحب کا تعلق ہے وہ اپنے محکمے سے اچھے اور احسن طریقے سے نبرد آزما ہو سکتے ہیں ۔ یہ میری ذاتی خواہش ہے ۔ جس کا مجھے اظہار نہیں کرنا چاہیئے کہ ابراہیم بلوچ کو موقع ملنا چاہیئے ، میرا خیال ہے کہ وہ بہتر طور پر اپنے محکمے کے متعلق جوابات دے سکیں گے ۔ جی ابراہیم بلوچ صاحب ۔

METALLED ROADS IN RURAL AREAS

20. ***Qazi Hussain Ahmed:** Will the Minister for Communications be pleased to state :

(a) what percentage of the rural population in Pakistan is enjoying the facility of metalled roads: and

(b) whether the Government has any scheme under consideration to provide a net work of metalled roads in the rural areas on priority basis?

Malik Nur Hayat Khan Noon (Answered by Mr. Muhammad Ibrahim Baluch): The Ministry of Communications is mainly concerned with National Highways in the field of roads and not with rural roads. The rural roads are constructed by District Councils under the supervision of provincial Governments. Hence this matter falls within the purview of provincial Governments.

جناب قائم مقام چیئرمین : جی قاضی صاحب ، ضمنی سوال ؟

قاضی حسین احمد : جناب والا ! یہ بیس ستمبر کا سوال ہے. اور یہ ۴۰۱ کے بعد آ رہا ہے ، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے نیچے یہ نوٹ ہے

DEFERRED FROM 22ND SEPTEMBER, 19

اور یہاں پر جناب نور حیات نون صاحب موجود تھے انہوں نے اس سوال کے جواب میں کہا تھا کہ یہ رورل ڈویلپمنٹ سے متعلق سوال ہے . رورل ڈویلپمنٹ کے وزیر صاحب نے فلور آف دی ہاؤس پر کہا کہ اگر یہ میری طرف ریفر ہو جائے تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں . آج جناب منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ یہ پراونشل میٹر ہے - جناب والا ! رورل ڈویلپمنٹ کے وزیر نے آن دی فلور آف دی ہاؤس یہ یقین دہانی کرائی تھی . کہ اگر میری طرف سوال بھیجا جائیگا تو میں اس کا جواب دوں گا ، اور ان سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس کا جواب دیں . اسی وجہ سے ڈیفر ہوا اور وزارت پھر وہی بات کر رہی ہے . کہ یہ پراونشل سبجیکٹ ہے . حالانکہ پچھلی دفعہ انہوں نے یہ موقف اختیار کیا تھا . کہ یہ رورل ڈویلپمنٹ کے ساتھ متعلق ہے اور اس وزارت کے ساتھ متعلق ہے .

جناب قائم مقام چیئرمین : جہاں تک قاضی حسین احمد صاحب کے موقف کا تعلق ہے یہ بات مجھے پوری طرح یاد ہے ، اور ان کا موقف بالکل صحیح ہے . کیا اس میں جناب مروت خان صاحب یہ بیان کر سکیں گے ، اس وقت نور حیات نون صاحب تو نہیں ہیں اور یہ جواب ابراہیم بلوچ صاحب کو محکمے کی طرف سے آیا ہے کیا next turn پر کمیونیکیشنز منسٹر یا لوکل

گورنمنٹ کے منسٹر اس پوزیشن میں ہوں گے کہ وہ اس کا صحیح جواب دے سکیں تاکہ جو سینیٹر حضرات کا اصل مقصد ہے، جو بنیادی مقصد ہے وہ پورا ہو سکے۔

میر نواز خان مروت : سوال یہ ہے جناب کہ آیا یہ جو جواب دیا گیا ہے۔ اس سے وہ مطمئن ہیں یا نہیں اگر ضمنی میں کوئی نئی چیز آتی ہے تو وہ الگ ہے لیکن اس کا جواب واضح ہے اس لئے ملتوی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ویسے تو فاضل ممبران کو ہمیشہ حق ہوتا ہے... (مداخلت)

قاضی حسین احمد : جناب والا! جواب میں یہ ہے کہ یہ ہمارے ساتھ متعلق نہیں ہے۔ یہ مرکز سے متعلق نہیں ہے۔

میر نواز خان مروت : صوبے سے متعلق ہے۔

قاضی حسین احمد : خود منسٹر آف کمیونیکیشن نے یہاں کہا تھا۔ ... (مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : قاضی صاحب انہیں اپنا موقف بیان کرنے دیجئے، مروت صاحب آپ اپنا موقف بیان فرمایئے۔

میر نواز خان مروت : اگر ان کے سامنے پچھلا موقف ہے کہ انہوں نے یہی ارشاد فرمایا تھا کہ یہ صوبے سے متعلق ہے تو اس کی روشنی میں پھر situation دوسری ہو جائے گی۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! پچھلی دفعہ اسی وزارت نے کہا تھا کہ یہ بلدیات سے متعلق ہے، رورل ڈیولپمنٹ سے متعلق ہے۔

میر نواز خان مروت : جب یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ تعلق نہیں ہے تو burdon of proof تو اس سائڈ پر جائے گا کہ ثابت کیا جائے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے، کیونکہ ان کے پاس تمام کوائف موجود ہیں، یہ ان سے متعلق ہی نہیں ہے۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! میری گزارش ذرا سمجھی جائے۔ جناب وزیر نے یہ کہا تھا کہ میں یہ سوال وزیر دیہی ترقی کی طرف بھیج دوں گا اور اس وزیر صاحب نے کہا تھا کہ میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں، انہوں نے یہ سوال وہاں پر نہیں بھیجا۔

جناب محمد ابراہیم بلوچ : جو ہمیں تفصیل ملی ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی جی پلیز، جناب ابراہیم بلوچ صاحب۔

Mr. Muhammad Ibrahim Baluch: Sir, this question No. 20 was fixed for reply on 22nd September, 1986. On its receipt we had requested the Ministry of Local Government and Rural Development

to accept this question but they did not undertake to reply this question. They simply stated that the matter did not pertain to them. On receiving their reply we told the Senate Secretariat that the matter falls within the jurisdiction of the provincial Government, therefore, this may be deleted from the list. The Senate Secretariat, however, have intimated that this Ministry will have to reply the question on 1st October, 1986. If the Senate Secretariat still insists that the Ministry of Communications must reply the question we may reply it as soon as we get the information from the provincial Government. Since the matter does not fall even within the purview of the provincial communications and Works Department, the provincial Rural Development Department shall have to be contacted.

جناب قائم مقام چیئرمین : جناب قاضی صاحب! منسٹر صاحب کے اس بیان کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ والوں نے کہہ دیا ہے کہ کمیونیکیشن والے اس کا جواب دیں گے۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! یہ دیہی سڑکوں کے بارے میں سوال ہے رورل ایریا کی سڑکوں کے بارے میں سوال ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے رورل ایریاز میں کمیونیکیشن کا مسئلہ بہت الجھا ہوا ہے۔ اس سے مرکز کا بالکل لاتعلق ہو جانا اور رورل ڈیولپمنٹ کی وزارت کا یہ کہنا ہمارے ساتھ متعلق ہی نہیں میرا خیال ہے کہ یہ اپنی ذمہ داریوں سے جان چھڑانے والی بات ہے

جناب قائم مقام چیئرمین : قاضی صاحب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ یہ پراونشل سبجیکٹ ہے لہٰذا اسے اگر کسی اور فارم میں آپ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے دیکھ لیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جو جواب آپ کو ملا ہے وہ ٹھیک ہے۔ جی جناب عبدالرحمان جمالی صاحب۔

جناب عبدالرحمان جمالی : پچھلی مرتبہ اس کے "اے" کا جواب منسٹر لوکل گورنمنٹ نے دے دیا تھا۔ "بی" کا جواب ابھی ابراہیم بلوچ صاحب نے دینا ہے۔

ASIAN BANK DEVELOPMENT PROGRAMME

†30. ***Mr. Abdur Rehman Jamali**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the progress made in loan negotiations with the Asian Development Bank after the survey for the Asian Bank Development Programme "Farm to Market Road" was completed in district

Naseer Abad, and the amount earmarked for the purpose under this programme ; and

(c) the amount allocated for the repair and construction of National Highway from Jhat Pat, to Sibbi in the ADP of 1986-87?

Malik Nur Hayat Khan Noon (Replied by Mr. Muhammad Ibrahim Baluch): (a) Replied by Minister for Local Government and Rural Development on 22nd September, 1986.

(b) A provision of Rs. 4.588 million has been made in the ADP 1986-87 for this scheme.

جناب قائم مقام چیئرمین : ضمنی سوال؟ کوئی نہیں ۔ احمد میاں سومرو صاحب ۔

SALE OF HOTEL INTER PAK. INN, SUKKUR

†32. ***Mr. Ahmed Mian Soomro**: Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether Hotel Inter Pak Inn at Sukkur has been sold ;

(b) If so, the name of the purchasers and the amount for which it has been sold; and

(c) the manner in which it was disposed of and the authority which sanctioned the sale?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) Yes.

(b) It has been sold to Mr. Abdur Rehman of Karachi for Rs. 4 million.

(c) The sale was finalized after negotiations with M/s. Tourist Promotion Services and Mr. Abdur Rehman of Karachi who offered to purchase it for Rs. 3 million and Rs. 4 million respectively. The Borad of Directors of PIAC and Sukkur Municipal Corporation approved the sale of this hotel.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Supplementary, Sir. I want to know whether public offers were invited? If so, in which papers it was published?

Mr. Zain Noorani: I have already said that this was sold by negotiation.

Mr. Ahmed Mian Soomro: That is not the answer to my question, Sir. I say whether public offers were invited for this sale?

Mr. Zain Noorani: No, Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Why not?

Mr. Zain Noorani: This was not the sale of just one hotel. This was the sale of all the hotels owned or partially owned by PIAC. The intention was that all four of them should be sold in lumpsum and the entire deal initiated with Tourism Promotion Services Ltd.,— a company sponsored by Mr. Agha Khan. They came forward with an offer. The Board of Directors considered that offer and started negotiations with other parties also. Subsequently a deal was struck for the sale of all the four hotels for Rs. 19 million. This included the hotels at Gilgit, Skardu, an incomplete hotel at Hunza and Swat hotel in Saidu Sharif and the present hotel. Subsequently the deal with regard to the present hotel could not go through and therefore, offers were also received from other parties in the meantime including Mr. Abdur Rehman.... (*interruptions*).

جناب قائم مقام چیئرمین : میری اتنی گزارش ہے کہ اب چونکہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اس لیے آپ ضمنی سوال وقفہ نماز کے بعد پوچھ لیں اس کا آپ کو حق ہے۔ اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے آدھ گھنٹہ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

[*The House adjourned for Maghrib Prayer*].

[*The House re-assembled after the interval with Mr. Acting Chairman (Malik Muhammad Ali Khan) in the Chair*].

جناب قائم مقام چیئرمین : جی سومرو صاحب ،ضمنی سوال تھا آپ کا ؟

جناب احمد میاں سومرو : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ بیچنا تھا تو اس کی پبلک آفرز کیوں نہیں بلائی گئیں ؟

جناب زین نورانی : صاحب کوئی کام کیوں نہیں ہوا وہ تو بہت مشکل ہے کہنا لیکن اس سوال کے جواب میں اتنا میں بتا سکتا ہوں کہ یہ بات چیت کے ذریعے سے ہوا ہے۔ مشتہر نہیں ہوا ۔ اگر یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مشتہر ہوا یا نہیں ہوا ۔

یہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ مشتہر نہیں ہوا ہے۔ اب اخبار میں اس کے بارے میں چھپا یا نہ چھپا ، تو اخبار میں اس کے بارے میں جس وقت یہ ٹورازم پرموشن سروس کے ساتھ ڈیل ہوئی تھی ، تب بھی چھپ چکا تھا۔ تنقید بھی ہوئی اور اس کے حق میں بھی لکھا گیا اور اس کے خلاف بھی لکھا گیا ، جب ان کے ساتھ بات چیت ختم ہو گئی ، ان کے ساتھ جو اگریمنٹ ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا تو اس کے متعلق بھی بار بار چھپتا رہا۔ جس طرح خریدار نے خود اپروچ کر کے یہ آفر دی ہے ، دو اور آدمیوں نے بھی آفر دی تھی ، اس طرح کسی کو آفر دینے سے روکا نہیں گیا ۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : ضمنی سوال ، کیا وہ آفر کم تھے یا زیادہ تھے ، جو دو آدمیوں کے تھے ؟

جناب زین نورانی : وہ دو آفر اس سے زیادہ کے تھے ، چھ ملین روپے کے تھے ۔ جب ان سے کہا گیا کہ وہ آکر اس کو فائنلائز کر جائیں کہ وہ دونوں ود ڈرا کر گئے ۔

قاضی حسین احمد : ضمنی سوال جناب ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی قاضی حسین احمد صاحب ۔

قاضی حسین احمد : کیا جناب وزیر صاحب بتائیں گے کہ خوش قسمت عبدالرحمان کا ایڈریس کیا ہے ۔ جس کے بارے میں شنید ہے کہ چار کروڑ روپے کی جگہ اس کو چالیس لاکھ روپے میں دے دی گئی تھی ، اس خوش قسمت کا ذرا پتہ بتا دیجئے ۔

جناب زین نورانی : جہاں تک عبدالرحمان کے نام اور پتہ کا سوال ہے ۔ اس کا نام ہے عبدالرحمان ولد عبدالرحیم ۔ اس کا پتہ یہ ہے ، ہاؤس نمبر ۳۲۵ گارڈن ویسٹ کراچی ۔

جناب احمد میاں سومرو : پہلے بھی کبھی کوئی ہوٹل ان کا آزمودہ ہے ؟

جناب زین نورانی : یہ کوئی لازمی ہے کہ کوئی آدمی پہلے کوئی کاروبار نہ کر چکا ہو تو نیا نہیں کر سکتا ہے ۔

جناب احمد میاں سومرو : میں پوچھ رہا ہوں کہ ہے یا نہیں ، میں آرگومنٹس نہیں پوچھ رہا ۔

جناب زین نورانی : میری واقفیت اس عبدالرحمان سے نہیں ہے کہ اس کا کاروبار کیا تھا ، مجھے معلوم نہیں ہے ۔

جناب احمد میاں سومرو : اس آفر کے ساتھ اس سے پیشگی رقم کتنی لی گئی ؟

جناب زین نورانی : یہ اطلاع میرے پاس نہیں ہے کہ پیشگی کتنی رقم لی گئی ، لیکن بقایا جات کی ادائیگی کے بغیر ہوٹل کا ٹرانسفر نہیں ہو سکتا ۔

جناب احمد میاں سومرو : کتنے کمرے ہیں اس ہوٹل میں ؟

جناب زین نورانی : اس ہوٹل میں میری اطلاع کے مطابق ۲۶ کمرے ہیں ۔

جناب احمد میاں سومرو : کیا سب ایئرکنڈیشنڈ ہیں ؟

جناب زین نورانی : اس چیز کا اس سوال سے کیا تعلق ؟

جناب احمد میاں سومرو : نیچرلی ایئرکنڈیشنڈ ۲۶ کمرے اور نان ایئرکنڈیشنڈ کمروں کا سوال سے تو ضرور واسطہ ہے اور بہت سخت واسطہ ہے ۔ آخر یہ پبلک منی ہے ، اچھا اگر اس سے ڈبل آفر ابھی آپ کو ملے تو آپ دیں گے ؟

جناب زین نورانی : آنریبل سینیٹر صاحب خود ایڈووکیٹ ہیں ، وہ ایگزامن کریں کہ اگر ایک ایگریمنٹ فائنل ہونے کے بعد اس سے اگر بیک آؤٹ کر سکتے ہیں تو انشاءاللہ اس پر بھی غور کیا جائے گا ۔

جناب احمد میاں سومرو : اگر وہ malafide agreement ہے تو وہ void ہے ، اگر وزیر اس طرح دیتے جائیں گے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب زین نورانی : عبدالرحمن ولد عبدالرحیم نامی کا کوئی وزیر نہ تو چاروں صوبوں میں سے کسی صوبے میں ہے اور نہ فیڈرل کیبنٹ میں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی جناب سعید قادر صاحب ۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : پوائنٹ آف آرڈر ہے ، ضمنی سوال کتنے ہو چکے ہیں ، اور میرا خیال ہے سوال کا وقفہ بھی ختم ہو چکا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اگر کوئی معزز رکن ضمنی سوال کرنا چاہے تو ابھی وقفہ سوالات میں ۱۰ منٹ رہتے ہیں ۔ مجھے اُمید ہے کہ زین نورانی صاحب اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ جواب دے سکیں گے ۔

جناب زین نورانی : میں جناب کوشش کروں گا ۔

جناب احمد میاں سومرو : کیا وزیر صاحب بتا سکیں گے کہ جس میونسپل میئر نے اُسے approve کیا ہے وہ ایک منسٹر آف سٹیٹ کا بھائی ہے ۔

جناب زین نورانی : یہ میونسپل میئر نے approve کیا ہے ۔ میونسپل میں ایلکٹڈ نمائندے بھی شامل ہیں ۔ جن میں ایک میئر بھی ہے ۔

جناب احمد میاں سومرو : میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا میئر ایک منسٹر آف سٹیٹ کا بھائی ہے ؟ آپ اس کا کیوں اتنا لمبا جواب دے رہے ہیں ۔ مختصر سا جواب دیں ۔

جناب زین نورانی : میں یہ کہتا ہوں کہ منسٹر آف سٹیٹ کا بھائی ہونا کوئی جرم تو نہیں ہے ۔

جناب احمد میاں سومرو : میں صرف جواب "ہاں" یا "نہیں" میں پوچھ رہا ہوں ۔

جناب زین نورانی : اب ہمیں کیا معلوم کہ کس کا کون بھائی ہے ۔

جناب احمد میاں سومرو : کیا اس کے لیے نوٹس چاہیئے ۔

جناب زین نورانی : بالکل چاہیئے ۔ سکھر کا جو میئر ہے ، اس کا باپ اور ماں کون ہیں ، ان کے بارے میں مجھے کیا معلوم ہو سکتا ہے ۔

جناب احمد میاں سومرو : کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ یہ ایک منسٹر آف سٹیٹ کا بھائی ہے ؟

جناب زین نورانی : منسٹر آف فارن آفیئرز کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کون کس کا بھائی ہے ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین : ٹھیک ہے جی ، اب رخصت کی درخواستیں ہیں ۔

حاجی اکرم سلطان صاحب نے چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر یکم اپریل سے ۲ ، اپریل ۱۹۸۶ء تک کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا ایوان رخصت کی اجازت دیتا ہے ؟

جناب حسن اے شیخ : یکم اکتوبر سے ؟

جناب قائم مقام چیئرمین : جی ، یکم اور دو ، اکتوبر ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین : جناب اختر نواز خاں ، نے ضروری کام کے سلسلے میں ہری پور تشریف لے جارہے ہیں ۔ اس لیے انہوں نے ایوان سے یکم اکتوبر سے دو اکتوبر ۱۹۸۶ء تک کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا ایوان رخصت کی اجازت دیتا ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین : حاجی فرید اللہ خاں صاحب ، بیرون ملک تشریف لے گئے ہیں ۔ اس لیے انہوں نے ایوان سے یکم اکتوبر سے ۱۹ ، اکتوبر ۱۹۸۶ء تک رخصت کی درخواست کی ہے کیا ایوان رخصت کی اجازت دیتا ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

PRIVILEGE MOTIONS

(i) *RE* : CONSTRUCTION OF A BARRAGE ON RIVER JHELUM BY INDIA

جناب قائم مقام چیئرمین : اب پریویلج موشنز کو لیتے ہیں ، جناب ذوالفقار علی چشتی صاحب نے پریویلج موشن نمبر ۱۸ دی ہوتی ہے ۔ اس سلسلہ میں انہوں نے وضاحت فرمائی تھی تو کیا جناب زین نورانی صاحب ، آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ اس کا جواب دے سکیں ؟

جناب زین نورانی : یقیناً جناب ، معزز سینیٹر نے جو پریویلج موشن پیش کی ہے ..... (مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : جناب چشتی صاحب ، میرے پاس پہلے کوئی اطلاع نہیں تھی ، لیکن اخبار کے ذریعے سے مجھے پتہ چلا ہے کہ اس سے متعلق ڈیٹیلڈ سٹیٹمنٹ جناب زین نورانی صاحب نے قومی اسمبلی میں دے دی ہے ، چونکہ اس کا تعلق . . . . . (مداخلت)

جناب ذوالفقار علی چشتی : میں نے جناب قومی اسمبلی میں یہ معاملہ پیش ہونے سے پہلے سینٹ میں پیش کیا تھا ، یہاں بھی نورانی صاحب سٹیٹمنٹ دے دیں ، اس کے بعد جیسے آپ کی مرضی ہو ، فیصلہ کر لیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : ٹھیک ہے جناب ، جناب زین نورانی صاحب ۔

Mr. Zain Noorani: Sir, this is a fact that this privilege motion was moved prior to the notice of the adjournment motion in the National Assembly. However, it so happened that it came yesterday first; it had come up earlier over here on a day when I was not present in Pakistan. Subsequently, the day I came from Bangla Desh it was given to me in the House and I said that I would reply over

[Mr. Zain Noorani]

here. So, to set the record straight, I have not taken it seriously because it had been answered in the National Assembly yesterday, therefore, it should not be taken up today for the simple reason that, I think, the Member of the Senate, the honourable Senator, should not be deprived of this right in this manner. But, at the same time, Sir, I would like to state that I have not understood what breach of privilege has taken place ? I have tried to study the proceedings of various Parliaments in the world to find how it is covered under the description of breach of privilege. I may be wrong but I feel that if this were to be admitted as a breach of privilege, then we will be setting up history in the Parliamentary life of all the countries that practise parliamentary democracy.

First of all, no breach of privilege has been caused in as much as no right of any member either individually or collectively of the Senate has been deprived by the Government in as much as this subject is concerned. But as I said it is the privilege of the honourable member of this Senate as much as the right of the Members of the National Assembly to know the background, although I hold that the privilege motion is under the rules and under normal parliamentary practices is not fit subject to be taken up as a privilege motion. But, in order to take the members of the Senate into confidence, if you permit me Sir, I would like to make a similar statement to the one that I made in the National Assembly.

Yesterday, an adjournment motion concerning Indian plan to construct a barrage on the Jhelum river at the mouth of Wular Lake came up in the National Assembly and I made a comprehensive statement on that subject. Now, it is in the fitness of things that the situation shall be explained to the honourable members, also.

The Government of Pakistan has acted all along in this matter in the strictest possible conformity to the provisions of the Indus Water Treaty of 1960. Efforts were made within the framework of the working of the Indian Commission to obtain the relevant information from the Indian Commissioner about their project. Unfortuantely, the Indian side resorted to unnecessary delay in providing this information. To establish the basic fact in regard to the Indian Project an immediate notice was taken of it by the Cabinet and under its instructions, a formal protest has been lodged with the

Government of India. There is no ambiguity so far as the Indian plan to construct a barrage on the Jhelum River is concerned. It is a grave violation of the Indus Water Treaty. Pakistan has unrestrictive use under this Treaty of the three Western Rivers and what India is entitled to, in this context, is clearly regulated and covered by its provisions. In seeking to go beyond the permissible incidental storage of upto 10,000 acre feet and in failing to supply specified information to Pakistan at least six months in advance of the physical work pertaining to it India stands in clear breach of the treaty. Obviously the situation is not acceptable to Pakistan. As I stated on the floor of the National Assembly, Pakistan seeks an expeditious resolution of this question in accordance with the relevant provisions of the Indus Water Treaty. It is our belief that this treaty has served the best interests of both India and Pakistan. In that it has ensured the harmonious and satisfactory way of resolving problems in a vital area of mutual concern. Comprehensive as it is the treaty contains self executing procedures for the settlement of differences and disputes.

The Indus Commission itself, negotiations between the two Governments and finally establishment of a court of arbitration represent the processes by which problems in regard to the interpretation and implementation of this treaty can be amicably resolved. We have already called upon the Government of India to stop all construction work on the barrage as a first step so that the differences in this regard can be settled in accordance with the binding provisions of the Indus Water Treaty.

I have recalled some of the points which I made in the National Assembly yesterday to reassure the honourable members that the Government is fully aware of the situation and the Government will continue to take all necessary steps to safeguard the interests of Pakistan. Neither in my opinion the privilege of the individual Senator or of the Senate collectively has been breached nor was it ever, the intention or would be the intention of this Government to cause breach of privilege of even a single Senator. Thank you, Sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب ذوالفقار علی چشتی صاحب۔

جناب ذوالفقار علی چشتی: میں جناب، وزیر صاحب کی وضاحت کے بعد اصرار نہیں کرتا۔

Mr. Acting Chairman: Not pressed.

جناب زین نورانی: میں جناب معزز رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پریویلج موشن نمبر ۲۰، حاجی ملک فرید اللہ خاں صاحب وہ تشریف نہیں رکھتے، اور ان کی ایپلیکیشن بھی آگئی ہے۔ اس کے بعد پھر پریویلج موشن نمبر ۲۱ آتی ہے جو کہ مولانا سمیع الحق صاحب کے نام کی ہے۔ مولانا صاحب، تشریف رکھتے ہیں۔

ایک معزز رکن: وہ ابھی تشریف نہیں رکھتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ تشریف لے آئے ہیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب۔

(ii) *RE* : FAILURE TO SUBMIT THE FINAL APPROVAL OF KALA BAGH DAM TO THE SENATE FOR DISCUSSION

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ میرے استحقاق سے متعلق اس معاملہ کو زیر غور لایا جائے، کہ سینٹ کے پچھلے ایک اجلاس میں کالا باغ ڈیم کے بارے میں میری ایک تحریک التواء پیش ہوئی اور سینٹ کے فاضل ارکان نے کافی دیر تک اس تحریک کے باضابطہ ہونے پر بحث کی اور کالا باغ ڈیم کی اہمیت ونزاکت پر زور دیا اس بحث کے بعد سینٹ فاضل چیئرمین جناب خان غلام اسحاق خان صاحب نے یہ رولنگ دی کہ میں اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتا ہوں اور جب بھی وفاقی حکومت کالا باغ ڈیم کو آخری شکل اور حتمی منظوری دے گی تو اس سے قبل اس تحریک کو سینٹ میں پیش کرے گی اور اس پر بحث کی جائے گی جناب چیئرمین! اب اخبارات میں خبریں آ رہی ہیں اور ۲۵ ستمبر ۱۹۸۶ء کے نوائے وقت میں تو شہ سرخی ہے کہ وفاقی حکومت نے کالا باغ ڈیم باغ ڈیم کی حتمی منظوری دے دی ہے۔ اور چیئرمین غلام صفدر بٹ نے اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے مزید تفصیلات بتانے سے انکار کر دیا تاہم دیگر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ منظور شدہ ڈیزائن پر ۱۹۸۶ء، ۱۹۸۷ء میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! یہ خبریں اور حتمی فیصلے اور کام شروع کرانے کے اطلاق سے خطرہ ہے کہ مذکورہ منظور شدہ تحریک التواء کے مطابق اس منصوبہ کو سینٹ میں زیر بحث لایا جانے سے قبل ہی کام شروع نہ ہو جائے یوں یہ صورت حال اس ایوان کے استحقاق کی صریحاً خلاف ورزی ہو گی۔ جبکہ اس وقت کے شائع شدہ خبروں سے بھی میرا اور سینٹ کے تمام ارکان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لیے ایوان میں اس معاملہ کو زیر غور لایا جائے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جمال سید میاں: جناب چیئرمین! معزز رکن بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ ایک دو اخبار کی شہ سرخی میں چیئرمین کی طرف سے یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ اس کا ڈیزائن منظور ہو گیا یا کام جلدی شروع ہو جائے گا یا اس قسم کی بات تھی، انہوں نے اس کے اوپر clarifications بھی دی ہیں، اور بعض دوسرے اخباروں میں ان کی صحیح خبر بھی آئی ہے۔ کہ جب ان سے سوال پوچھا گیا تو انہوں نے یہی کہا کہ میں اس تفصیل میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا ہوں، جو کہ وزیر پانی اور بجلی نے ہاؤس میں کہا ہے، قومی اسمبلی میں ہم سے پوچھا گیا تھا، تو ہم نے کہا کہ re-designing ہمارے پاس چھیاسٹھ قسم کی آتی ہے اور اس میں سے ایک ری ڈیزائن ہم نے سیلیکٹ کر کے انٹر پرونشل کمیٹی کو بھیج دیا ہے وہ جب بھی چاہیں گے۔ اس کے اوپر غور کریں گے، اور یہ یقین دہانی ہم نے کرائی کہ انشاء اللہ اس کے اوپر کوئی بھی ایسا فیصلہ نہیں ہوگا۔ جو کسی صوبے کو منظور نہ ہو، اس بیے میں یہ چاہتا ہوں کہ clarification کے بعد۔ اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ اس کے اوپر کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا فاضل ممبر اس پر اصرار نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب مولانا سمیع الحق۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! ہم اصولی طور پر ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ جنہوں نے کالا باغ کے مسئلہ کو ایک سیاسی سٹنٹ بنایا ہوا ہے۔ لیکن بذاتِ خود یہ مسئلہ بڑا سوچ سمجھ کا ہے۔ اور حساس اور نازک مسئلہ ہے اور خاص طور پر جو علاقے اس سے متاثر ہو سکتے ہیں، ان میں ہمارا علاقہ بھی ہے، اس میں ساری تحصیل نوشہرہ ہے۔ اب جناب وزیر صاحب کا بھی ایک مختصر سا بیان آیا تھا۔ شاید اسمبلی میں انہوں نے جواب دیا تھا، جو ابھی پچھلے ہفتے شائع ہوا ہے، کہ نوشہرہ شہر تو اس کی زد میں آئے گا، لیکن جہانگیرہ سے کچھ اوپر تک، شاید منسٹر صاحب محترم کے یہی الفاظ تھے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ جہانگیرہ سے اوپر تک پھر ہمارا گاؤں اکوڑہ خٹک ہے اور جب وہاں تک بات جاتی ہے۔ تو گویا منصوبے میں کوئی ایک چیز تو سامنے آئی ہے۔ لہٰذا اگر یہ چیز ایوان بالا میں جو ملک کا ایک اہم ترین ادارہ ہے، زیر غور لایا جاتے۔ اور جو صحیح صورتِ حال ہے وہ قوم کے سامنے رکھی جائے تو جو پریشانی آئے دن اخبارات سے پھیل رہی ہے اور تمام کاروبار زمینوں کی خرید و فروخت اور تعمیرات ہمارے علاقوں میں رکے ہوتے ہیں تو پریشانی اور ابہام کی جو صورت ہے وہ رفع ہو جائے

[Maulana Sami-ul-Haq]

گی ، اس لیے ایک واضح بیان اس پر آنا چاہیئے کہ اس کو کب تک حتمی شکل دی جا رہی ہے یا اس کو سینٹ میں زیر بحث لایا جاتے گا یا نہیں ، پیر عباس شاہ صاحب بھی اس تحریک میں میرے ساتھ شریک تھے ، لہذا وہ بھی اس بارے میں اظہار خیال فرمائیں ، ان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

سید عباس شاہ : جناب سمیع الحق صاحب نے چونکہ میرا ریفرنس دیا ہے ، اس موقع پر میں یہ بہتر سمجھوں گا کہ جیسے وزیر صاحب نے کہا کہ حتمی فیصلہ نہیں ہوا ہے ۔ یقیناً اس نازک مسئلے پر جو کہ قومی لحاظ سے نازک مسئلہ ہوا ہے اور .... (مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : مداخلت معاف ، ایک بات کا خیال کریں ، مولانا سمیع الحق صاحب نے آپ کو یہ اپنے خیالات کے اظہار کے لیے کہا ہے ۔ یہ خیال رکھیں کہ کہیں ان کی زد میں اقبال خاں صاحب کے بعد نمبر دو پر آپ نہ آ جائیں ۔

سید عباس شاہ : اقبال خان صاحب تو اب مذہبی امور کے وزیر ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میں مولانا سمیع الحق کی بات کرتا ہوں ، ان کی زد میں نمبر دو پر آپ نہ آ جائیں اقبال احمد صاحب کے بعد ۔

سید عباس شاہ : میں ان کی زد سے بچا ہوا ہوں ۔ انشاء اللہ ۔

مولانا سمیع الحق : پوائنٹ آف آرڈر ، آپ نے اقبال احمد خان صاحب کا ذکر کیا ہے وہ ہماری زد میں نہیں آئے ، پہلے ایک سرکاری منصب ہوتا تھا ، ریاستوں اور حکومتوں میں شیخ الاسلام کا یہ منصب مولویوں کا ہوا کرتا تھا ، یہ منصب بھی اب انہوں نے ہم سے چھین لیا ہے ، تو ہم ان کی زد میں آ گئے ہیں ۔ وہ سرکاری شیخ الاسلام ہیں ۔

جناب اقبال احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر سر ! محترم حضرت مولانا نے چونکہ مجھے بڑے اچھے الفاظ میں یاد فرمایا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر پانی اور بجلی نے فرمایا کہ ایک بیان انہوں نے دیا اور خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اس کو پریس نہیں کریں گے کہ تو میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس ڈیم کو مولانا کے نام پر رکھدیا جائے تاکہ وہ اپنی تحریک کو پریس نہ کریں ۔ ان کے بقول شیخ الاسلام کی طرف سے گزارش ہے ۔

مولانا سمیع الحق : یعنی میری قبر پر انہوں نے کتبہ بھی تجویز کر لیا کہ جہاں ہم سب ڈوب جائیں تو اوپر میرا نام کندہ ہو۔

جناب اقبال احمد خان : میں انشاء اللہ تعالےٰ وہاں ہر سال ختم دلانے جایا کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین : قاضی صاحب کو اللہ تعالیٰ حیات میں رکھے دعائے مغفرت رکھیں یہ کریں گے۔

سید عباس شاہ : یقینی بات ہے کہ کالا باغ ڈیم قوم کی ایک ضرورت بھی ہے اور ایسے پروجیکٹس جن کی قومی طور پر ضرورت ہو ان کو یقیناً قائم کرنا چاہیئے لیکن اس میں ہر علاقے کے مسائل جیسے کہ اس کو ایک تو سیاسی مسئلہ بھی بنایا گیا، اور اس میں اس وقت جو ڈیزائن تھا اس پر بحثیں ہوئی تھیں، اس میں واپڈا کی بھی کافی غلطیاں تھیں۔ میں یہ چیز پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ چیئرمین سینٹ نے ہماری تحریک التوا۔ پر اس چیز کا فیصلہ کیا تھا کہ اس ہاؤس میں جب اس پر کوئی حتمی فیصلہ ہو جائے۔ اس کو ڈسکس کیا جائے گا۔ میں اپنے اس پریولج کو قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ اور اس موقع پر جب بھی کوئی بحث ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ اس تحریک کو زیر بحث لایا جائے، اور اس پر بحث ہو اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ جیسے چیئرمین صاحب کا فیصلہ ہے، اسی کے مطابق یہ زیر بحث آئے گی

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ کیا ہمیں یہ اطمینان دلایا جاتا ہے کہ جب اس معاملہ کو حتمی شکل دی جائے گی۔ تو اس سے قبل سینٹ میں یہ مسئلہ زیر بحث لایا جائے گا جیسا کہ جناب فاضل چیئرمین صاحب نے رولنگ دی ہے تو وہ تحریک التوا اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن کیا معزز وزیر صاحب ہمیں یہ یقین دلائیں گے کہ بالا ہی بالا یہ معاملہ کیبنٹ وغیرہ سے منظور نہیں کرا لیا جائے گا۔ بلکہ پہلے اس پر ایوان میں بحث کرائی جائے گی۔ صرف اتنا اطمینان چاہتا ہوں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جمال سید میاں : جناب چیئرمین صاحب نے جو رولنگ دی ہے، اس کے مطابق کارروائی ہو گی۔ اس سے آگے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکوں گا۔ کیوں کہ حکومت کے ادارے ہیں۔ یہاں پر انٹر پروونشل کوآرڈینیشن کمیٹی ہے۔ جس میں سب صوبوں کے

[Lt. Gen. (Retd.) Jamal Said Mian]

بڑے اعلیٰ قسم کے سیاسی نمائندے موجود ہوں گے ۔ اور ہو ٹریم کیٹی ہے جو کہ تکنیکی طور پر ماہرین کی ہے ۔ اس لیے میں یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ اس پر ہم کوئی فیصلہ ہی نہیں کرینگے ۔ لیکن اگر چیئرمین صاحب کا یہ فیصلہ ہے کہ فیصلہ جب ہو جائے ۔ تو وہ زیر بحث آجاتے ۔ یہ ان کا حکم ہے تو وہ انشاءاللہ ضرور پورا کرینگے ۔ لیکن یہ میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ فیصلہ ہونے سے پہلے میں ان کو کہہ دوں کہ ایسے کروں گا اور ویسے کروں گا کیونکہ گورنمنٹ کے جو طریقے ہیں ان کے مطابق کام ہو گا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی عباس شاہ صاحب

سید عباس شاہ : وزیر موصوف کے اس کے جواب کے ساتھ متفق ہوں ۔

میر نبی بخش زہری : پوائنٹ آف آرڈر سر ، اس سلسلے میں ، میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے ہاؤس کو معلومات دینا چاہتا ہوں کہ سینٹ کی پاور اور اریگیشن سٹینڈنگ کمیٹی میں ، جس کا میں چیئرمین ہوں ، ہم لوگوں نے ڈسکس کیا ہے ۔ جناب وزیر پاور اور اریگیشن اور اس کے ہائی آفیشلز نے ٹیکنیکلی ہمیں بہت کچھ اس مسئلے پر بتایا ہے ۔ کمیٹی نے اب تک اپنی رائے نہیں دی ۔ اس کے متعلق ہاؤس نے جو ہمیں مقرر کر کے یہ اعزاز دیا ہے ۔ چونکہ یہ اہم مسئلہ ہے اور نیشنل اہمیت کا حامل ہے ۔ تو ہم بھی چاہتے ہیں کہ اس موقع پر اپنی رائے دیں ، جو ملک کے انٹرسٹ میں ہو ، جو وہاں کے لوگوں کے مفاد میں ہو ، اور اس میں participate کریں ، اور ہمارے ممبران کو جو آنریبل سینیٹر صاحبان ہیں آنریبل منسٹر اور ان کے ہائی آفیشلز نے تفصیل سے بتایا ہے جبکہ ہاؤس کو اتنی معلومات حاصل نہیں ہیں ، انہوں نے تین چار گھنٹے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اور ہمارے ممبران کو معلومات دی ہیں ، میں یہ چاہتا ہوں ، کہ جب یہ بات بحث کے لیے ایوان میں آئے تو سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کو جو ذمہ دار افراد ہیں اور ملک کے مفاد میں اپنی اچھی رائے پیش کر سکتے ہیں بھی اس وقت موقع دینا چاہیئے ، مجھے اُمید ہے کہ آنریبل منسٹر اس بات کی commitment دینگے کہ ہم بھی participate کریں ، جہاں تک فیصلہ کا تعلق ہے وہ بعد میں دیکھا جائے گا کہ وہ کس لیول کی بات ہے وہ کیسا فیصلہ ہونا چاہیئے ، اس وقت میں اپنی رائے اور اپنی کمیٹی کی رائے محفوظ رکھتا ہوں جو اُس وقت قوم کے سامنے اس معزز ایوان کے ذریعے پیش کروں گا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی تشریف رکھیں اور کوئی صاحب ۔

جناب امان روم : پوائنٹ آف آرڈرز، سر پرائم منسٹر صاحب نے بھی اس ہال کے فلور پر یہ یقین دہانی کرائی تھی، کہ کالا باغ ڈیم کا فائنل فیصلہ ہونے سے پہلے ہاؤس کی رائے لی جائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میرا خیال ہے کہ اس وقت اس معزز ایوان کے جتنے ارکان اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں، جناب منسٹر کی statement کے بعد یہ پرموشن pre-mature قرار دی جاتی ہے، further کارروائی کو جاری رکھا جائے۔

جناب ہاشم خان : میری منسٹر صاحب سے ایک request ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی فرمائیے، کیونکہ آپ کا ہاؤس میں بولنے کا پہلا موقع ہے آپ میری رولنگ کے بعد بھی بولیں، جی فرمائیے۔

جناب ہاشم خان : کالا باغ ڈیم جب بن رہا ہو، یا اس کا ڈیزائن جب decide ہو رہا ہو، تو فرنٹیئر کے جتنے سینیٹرز ہیں، ان کو اعتماد میں لیا جائے، کیونکہ یہ ان کے علاقے کا مسئلہ ہے، یہ ہمارا علاقائی مسئلہ ہے، ہم لوگ اس سے متاثر ہو رہے ہیں، ہم سے مشورہ لیا جائے، یا ہمیں اعتماد میں لیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : بالکل میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے جذبات کی ہمیں بہت قدر ہے، یہ صرف فرنٹیئر کے لیے نہیں بلکہ پورے پاکستان کے لیے ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب ہاشم خان :۔ سب سے پہلے ہمارا گھر اس میں ڈوب رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اس کی ایڈمسبلٹی پر بات نہیں ہو رہی ہے جو کچھ بھی ہے pre-mature ہے، آپ تشریف رکھئے، پریولج موشن نمبر ۲۲۔

مولانا سمیع الحق :۔ جناب چیئرمین! آپ نے مجھ سے پوچھا نہیں ہے کہ میں اس پر زور دیتا ہوں یا نہیں، اس کا فیصلہ کیا ہوا۔

جناب قائم مقام چیئرمین : مولانا میری آپ سے humble request یہ ہے کہ منسٹر صاحب کی سٹیٹمنٹ کے بعد یہ بات واضح ہے اس پر ابھی تک حتمی فیصلہ نہیں ہوا، یہ مسئلہ pre-mature ہے، لہٰذا جب یہ بات سامنے آئے گی تو سارے ہاؤس ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

مولانا سمیع الحق : صرف ایک وضاحت چیئرمین صاحب کی رولنگ کے بارے میں چاہتا ہوں، فاضل معزز وزیر صاحب نے فرمایا کہ جب فیصلہ ہو جائے گا، تو اس کو ایوان میں زیر بحث

[Maulana Sami-ul-Haq]

لایا جائے گا۔ تو میرے خیال میں رولنگ یہ تھی کہ حتمی فیصلہ ہونے سے پہلے زیر غور لایا جائے۔ کیونکہ فیصلہ ہونے بعد ہم اس پوزیشن میں نہ ہوں گے، کہ فیصلہ میں اصلاح کر سکیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میری رولنگ بھی یہ نہیں ہے۔ میں نے تو کہا ہے کہ یہ بات pre-mature ہے infructuous اس لیے ہے۔ لہٰذا آپ تشریف رکھیں پریولیج موشن نمبر ۱۲، مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا سمیع الحق : اس کا فیصلہ تو کریں، یہ مسترد ہو گئی یا میں نے زور نہیں دیا، اس کا فیصلہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میں مسترد اس لیے کرتا ہوں کہ یہ pre-mature ہے۔

مولانا سمیع الحق : ہاں جی میں چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ مولانا کوثر نیازی صاحب۔

میر نبی بخش زہری : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام چیئرمین : زہری صاحب آپ پرانے پارلیمینٹرین ہیں، جب ایک مسئلہ ختم ہو چکا ہے، اس کے بعد اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا کوئی اور بات ہو تو آپ کر سکتے ہیں۔

میر نبی بخش زہری : وہ الفاظ جو انہوں نے فرماتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ آپ تشریف رکھئے، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ پلیز آپ تشریف رکھئے۔

میر نبی بخش زہری : فیصلہ یہ تھا کہ اس پر اصرار نہیں کرینگے۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ بہر حال جو کچھ بھی ہے، جو میں نے فیصلہ دیا ہے اس کا اس سے تعلق نہیں ہے۔ پریولیج موشن نمبر ۲۲۔

(iii) *RE* : UNSATISFACTORY AND SUB-STANDARD SUPPLY OF EATABLES IN THE PARLIAMENT CAFETERIA

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میری تحریک کا متن یہ ہے۔ جب سے سینٹ کے الیکشن ہوئے ہیں، اور ہم لوگ سینٹ کے اجلاس میں آنے جانے لگے ہیں، کیفے ٹیریا کا معیار اکل و شرب بہت پست رہا ہے۔ گو نرخ خاصے بلند رہے خیال تھا کہ پارلیمنٹ کی

میر نبی بخش زہری : پوائنٹ آف آرڈر جناب قائم مقام چیئرمین : زہری !

نئی بلڈنگ میں کیفے ٹیریا کا معیار اچھا ہو جائے گا۔ لیکن معیار تو وہی رہا البتہ قیمتیں پہلے سے بھی بڑھ گئیں، ادھر پاکستان کے ایک مشہور ہوٹل "ہالیڈے ان" نے پارلیمنٹ کے کیفے ٹیریا کے لیے اپنی خدمات پیش کیں، اور جو نرخ دیئے وہ ہوٹل فلیش مین کے نرخوں سے کہیں کم تھے جو اس وقت کیفے ٹیریا کو چلا رہا ہے، لیکن بار بار کی یاد دہانیوں کے باوجود ابھی تک ہالیڈے ان کو کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس صورتِ حال سے ارکان سینٹ اور ان کے مہمان پریشان ہیں، کیفے ٹیریا کا صحیح انتظام، اراکین کا استحقاق ہے اس لیے استحقاق کے اس اتلاف کا ہاؤس کو نوٹس لینا چاہیئے۔

جناب والا! بات صرف اتنی ہے، سرکاری ہوٹل کی چائے پلانے پر اراکین کو مجبور نہیں کیا جا سکتا، اور خاص طور پر اس وقت جبکہ اس کا معیار بہت پست ہے اور قیمتیں بہت بلند ہیں، میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں، جب ایک prestigeous ہوٹل نے کم قیمت پر اپنی خدمات کیفے ٹیریا کو چلانے کے لیے پیش کی ہے تو ہاؤس کو اس ضمن میں کوئی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ باہر سے جو لوگ آتے ہیں، وہ پارلیمنٹ کے ناظم ونسق کے بارے میں اچھی رائے لیکر جائیں۔ اس وقت ان کا امپریشن پارلیمنٹ کے بارے میں بہت خراب ہوتا ہے کہ اندر کی کارروائی تو جو ہے سو ہے لیکن باہر بھی جو ہے وہ بھی کوئی اچھا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟ جناب احمد میاں سومرو صاحب جی فرمائیے۔

جناب احمد میاں سومرو :- میں مولانا صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ ہمیں ایک prestigeous ہوٹل جس کا نام مشہور ہے اور جگہ جگہ جس کی برانچیں ہیں، اگر وہ اچھی چیزیں کم نرخ کو مہیا کرنے کے لیے تیار ہے۔ تو کیوں اس کی پیش کش کو قبول نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق :۔ حضرت جب یہاں کھانے پینے کا ایک مسئلہ اٹھا ہے تو میں بھی عرض کروں گا کہ گورنمنٹ ہوسٹل کی حالت انتہائی خستہ ہے، آپ کو بھی تجربہ ہوگا، نہ وہاں صحیح

چیز ملتی ہے، روٹی ایسی ملتی ہے . . . . . . (مداخلت) وہاں بھی اسی طرح ہے وہاں کوئی ہوٹل نہیں ہے، اور تمام ممبران گورنمنٹ ہوسٹل کے رحم و کرم پر ہیں۔ وہاں بھی کسی اور کو ٹھیکہ دیا جائے۔ کم از کم ملازمین کو بڑھانے کے لیے کہا جائے یا اُس کی کوئی نگرانی ہو۔ سینٹ کی اسی طرح کی ایک کمیٹی بنی تھی، میں بھی اس کا ممبر ہوں، لیکن اس کا کوئی اجلاس ہی نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کے لیے میری گزارش ہوگی کہ آپ علیحدہ موشن دے دیں، یہ واقعی ایسی موشن ہے، جس پر غور ہونا چاہیئے، اس پر آپ موشن دیں، اس کا تعلق اس سے نہیں بنتا جی قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: میں ان کی تائید کروں گا، آج ڈیڑھ سال ہونے والا ہے، آج تک ہمیں یہ علم نہیں ہو سکا، کہ وہ کس کی زیر نگرانی ہے اور کوئی ہم تک آیا نہیں ہے کہ ہم سے پوچھے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایم۔ این۔ اے ہوسٹل کے بارے میں فرماتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: جی، جی

جناب قائم مقام چیئرمین: مجھے پتہ نہیں ہے کہ ان کی ٹرمز کیا ہیں، پریویلج موشن کے حساب سے تو آپ کل ہی موو کر دیجئے اس پر ہم دیکھ لیں گے، لیکن ایم۔ این۔ اے ہوسٹل کے لیے علیحدہ موو کرنا پڑے گا۔

جناب احمد میاں سومرو: اس کے لیے علیحدہ کمیٹی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ موو کریں گے تو وہ کمیٹی کے پاس آسکتا ہے۔ جی اقبال خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خاں: جناب چیئرمین! میرے واجب الاحترام دوست حضرت مولانا کوثر نیازی صاحب کا بڑا وسیع پارلیمانی تجربہ ہے اور یہ بات بخوبی طور پر ان کے علم میں ہے، کہ پارلیمانی ہاؤس کے احاطے کے اندر گورنمنٹ کا براہ راست کوئی دخل نہیں ہوتا، اس کی مینجمنٹ سینٹ اور نیشنل اسمبلی کا سیکرٹریٹ کرتا ہے۔ یہ پارلیمانی روایات ہیں، کہ اگر کوئی مسئلہ قومی اسمبلی یا سینٹ سیکرٹریٹ سے متعلق ہو تو وہ اس ایوان کے اندر کسی بھی موشن کے ذریعے سے پیش نہیں کیا جاتا بلکہ اس شکایت کے ازالے کے لیے

سینٹ میں جناب چیئرمین کی طرف اور قومی اسمبلی میں جناب سپیکر کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اس لیے جو کیفے ٹیریا کا مسئلہ ہے ، دونوں ایوانوں نے ایک ہاؤس کمیٹی بنا رکھی ہے اور حضور والا ! آپ خود سینٹ کی ہاؤس کمیٹی کے چیئرمین ہیں اور جیسا کہ میرے بزرگ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ اس کے رکن ہیں ۔ مولانا صاحب کو چاہیئے تھا کہ ہاؤس کمیٹی کی میٹنگ بلواتے یا آپ کی طرف رجوع کرتے تاکہ جو ہاسٹل اور کیفے ٹیریا کے مسائل ہیں ، وہ حل ہو جاتے ۔

چونکہ جناب والا ! ابھی آپ نے محترم قاضی عبداللطیف صاحب کو ایک موشن move کرنے کو کہا تھا تو میں پیشگی ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رولز ۱۴۴ ، ۱۴۳ میں ہاؤس کمیٹی کے فنکرز دیئے ہوئے ہیں کہ ممبرز کی اکاموڈیشن کمیٹی اور ان کے مسائل کے متعلق کمیٹی کو رجوع کیا جائے ۔ اور کمیٹی ان کو حل کرے ۔ یہ جو ٹھیکہ دیا گیا تھا ۔ یہ نیشنل اسمبلی کی ہاؤس کمیٹی کے ذریعے دیا گیا تھا ، جس کے چیئرمین جناب ڈپٹی سپیکر وزیر احمد جوگیزئی صاحب ہیں ، جنہوں نے اسکی approval دی تھی ، اور میں یہ گزارش کروں گا کہ روایت کے مطابق اور ان رولز کے مطابق یہ پریولیج کی کوئی بات بنتی نہیں ہے ۔ میں بہر حال خود بھی ہاؤس کمیٹی نیشنل اسمبلی کے چیئرمین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ توجہ فرمائیں ، اور آپ کی خدمت میں بھی میری گزارش ہوگی کہ آپ بھی اپنے سیکرٹریٹ کو متوجہ کریں کہ مسئلے کو حل کیا جائے اور جہاں تک اکاموڈیشن کا تعلق ہے ۔ اس ایوان کی ہاؤس کمیٹی ہی اس کا فیصلہ کر سکتی ہے اس لیے یہ پریولیج موشن نہیں بنتی ۔ لیکن میں محترم موور صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ابھی ان کی شکایت متوقعہ کمیٹی کے چیئرمین صاحب کو پہنچا دوں گا ، اور ان سے میری گزارش ہے کہ وہ خود بھی ڈپٹی سپیکر صاحب یا اس کے ایوان کے ڈپٹی چیئرمین صاحب کے پاس ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں اور اس کو discuss کر لیں ، اور اگر ضروری محسوس ہوا تو یقیناً ہماری یہ دونوں ہاؤس کمیٹیز جن کا کام بھی یہی ہے کہ اس ایوان کے معزز اراکین کے آرام و آسائش کا خیال رکھیں ، اور انتظام کریں ، انشاء اللہ شاید وہ ان کی شکایات دور کر دیں اگر وہ مناسب ہوئیں تو ۔ شکریہ ۔

<u>مولانا کوثر نیازی</u> : جناب والا ! اس میں بس صرف اقبال احمد خان کی

[Maulana Kausar Niazi]

توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ قومی اسمبلی کی پروسیڈنگز کا وہ حصہ اپنے سامنے رکھیں۔ جس میں سیٹوں کے ضمن میں یہ شکایت پیدا ہوئی کہ کرسیاں ٹوٹ رہی ہیں یا ہال میں نظام ٹھیک نہیں ہے اور وہ باقاعدہ ہاؤس کمیٹی کے پاس مسئلہ گیا ہے، تو یہ کہنا ان کا صحیح نہیں ہے۔ کہ ہاؤس میں اس طرح کے مسائل جو ہیں وہ پیش نہیں کئے جا سکتے۔

ہاؤس میں سیکرٹریٹ سے متعلق جو پروسیڈنگز کی بات ہے وہ ضرور ان سے ان کے چیمبر میں کی جا سکتی ہیں، لیکن وہ مسئلہ جس کا تعلق نہ صرف اراکین پارلیمنٹ سے ہے۔ بلکہ باہر سے آنے والے لوگوں سے متعلق ہے تو یقیناً وہ اس قابل ہے کہ اسے اس ایوان میں اٹھایا جاتے، اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا انہوں نے کہا کہ دونوں ایوانوں کی ہاؤس کمیٹیز اس بات کا نوٹس لیں، چونکہ آپ خود اس سلسلے میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ سے ہاؤس کمیٹی میں پیش کر کے یا خود اس کا تدارک کر کے ہمارے اراکین اور باہر سے آنے والوں کی دعائیں لیں گے، اور ہمیں کم سے کم اچھی چائے پلانے کا بندوبست فرمائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اسے پریس نہیں کر رہے۔

مولانا کوثر نیازی: آپ کے ارشادات سننے کا میں متمنی ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مجھے تو پھر قواعد و ضوابط کے تحت کرنا ہو گا۔ اگر آپ پریس نہیں کرتے جیسا کہ آپ نے کہا ہے تو ٹھیک ہے، جی اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان: میں صرف ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ محترم سینیٹر نے ایک کمیٹی کا ذکر کیا ہے۔ جو کرسیاں ٹوٹنے والی تھی، اس کا دائرہ کار بالکل مختلف ہے، اس ساری بلڈنگ کی تعمیر اور اسکی Interior decoration اور فرنیچر وغیرہ کے متعلق دونوں ایوانوں کے اراکین نے وقتاً فوقتاً اظہار خیال فرمایا تھا، تو اس لیے وزیر اعظم صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی کہ وہ اس سارے مسئلے کا جائزہ لیکر سفارش کرے کہ کیا اس کی تعمیر میں کوئی خرابی تو نہیں ہے یا کہیں بد دیانتی تو نہیں کی گئی ہے اور کیا اس کی انٹیریر ڈیکوریشن درست ہے اور اگر نہیں ہے تو اس کے لیے کیا سفارشات ہیں وہ کمیٹی بالکل مختلف ہے، اس کا اس قسم کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ اسکی میں وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

مولانا کوثر نیازی : چونکہ وزیر صاحب نے یقین دلایا ہے کہ یہ مسئلہ آپکی اور ڈپٹی سپیکر صاحب کی توجہ کا مستحق ہے اور اس پر توجہ دیں گے ۔ انشاء اللہ اور ضرورت پڑی تو ہاؤس کمیٹی میں بھی پیش کرینگے ۔ تو مجھے آپ کی شفقت بزرگانہ سے امید ہے کہ آپ یقیناً اس کا تدارک کریں گے ۔ اور اس امید کے پیش نظر میں اس مسئلے پر اصرار نہیں کرتا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ not pressed میں پیشتر اس کے کہ حسن اے شیخ صاحب اجلاس کی صدارت فرمائیں ۔ آپ سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ، کہ ۴ ، اکتوبر ۸۶ ، کو ۲/۱ ۷ بجے Holiday میں سینٹ کی طرف سے سینٹ کے ممبران اور کیبنٹ کے ممبران کو کھانے کی دعوت دی جاتی ہے ۔

مولانا سمیع الحق : جناب یہ ۵ تاریخ کو کر لیں ۔ ہمیں تو صرف دو دن کے لیے باہر جانا ہوتا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میری آپ سے گزارش ہے کہ چونکہ وزیر اعظم صاحب اور صدر صاحب نے ہفتے کا دن ہی دیا ہے ۔ ان کی مصروفیات بھی دیکھنی پڑتی ہیں ۔ اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ ہمیں ہاؤس بھی ایڈجرن کر کے نہیں جانا پڑے گا ۔ لہٰذا ہفتے کا دن رکھا گیا ہے ۔ آپ سے humble request ہے کہ آپ اس کھانے میں ۴ ، تاریخ کو شرکت فرمائیں ۔

[*At this stage Mr. Acting Chairman, vacated the Chair which was occupied by Mr. Hasan A. Shaikh as Presiding Officer*]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پہلی ایڈجرنمنٹ موشن مولانا کوثر نیازی صاحب کی ہے

Regarding grant of 'Green Cards' to Pakistan Muslim League Youth Front.

قاضی حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر ، میری ایک تحریک استحقاق ہے ۲۳ نمبر

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : منسٹر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں ۔ ان کی طرف سے ریکوئسٹ آتی ہے ۔ اس لیے ایکٹنگ چیئرمین صاحب نے اس کو کل پر رکھا ہے ۔

قاضی حسین احمد : جناب والا ! میں نے کل کے لیے چھٹی کی درخواست دی ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ : اسے سنڈے پر رکھ لیتے ہیں۔

قاضی حسین احمد : ٹھیک ہے جناب۔

جناب پریذائیڈنگ افسر : مولانا کوثر نیازی صاحب۔

(i) *RE* : GRANT OF 'GREEN CARDS' TO THE MEMBERS OF PAKISTAN MUSLIM LEAGUE YOUTH FRONT.

مولانا کوثر نیازی : میری تحریک التواء یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ یوتھ فرنٹ کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ یوتھ فرنٹ کے گرین کارڈ رکھنے والے عہدیداروں کے خلاف پولیس اس وقت تک کوئی مقدمہ درج نہیں کر سکے گی۔ جب تک کہ وہ اس مقصد کے لیے صوبے کے وزیر اعلیٰ سے خصوصی اجازت حاصل نہ کرے۔ ایک سیاسی پارٹی کے یوتھ فرنٹ کو ملنے والی یہ خصوصی رعائت نہ صرف سیاسی رشوت ہے بلکہ آئین کے بھی خلاف ہے۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس صورت حال پر بحث کی جاتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اقبال احمد صاحب

جناب اقبال احمد خان : پیشتر اس کے کہ میں اس تحریک کے ٹیکنیکل حصے پر گزارش کروں، میں معزز سینیٹر کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ماشاءاللہ ان کا علم و فضل اور سٹڈی بہت زیادہ ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کی نظر سے وہ خبر نہ گزری ہو جو میں نے اپنی پارٹی کے ایک ذمہ دار عہدیدار کی حیثیت سے اس بات کی تردید کی تھی۔ میں نے وضاحت کی تھی کہ ہماری پارٹی اپنے عہدیداروں کو آئیڈنٹیٹی کارڈ دے گی، اپنے پارٹی کے استعمال کے لیے اور وہ عہدیدار کسی ملکی قانون سے بالاتر نہیں ہوں گے۔ خواہ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ یہ جس خبر کا حوالہ دے رہے ہیں کہ کسی نے کہا ہے کہ ان کو گرفتار نہیں کیا جا سکے گا، غلط ہے۔ میرا موقف ہمیشہ یہ رہا ہے اور اسی وجہ سے بعض اوقات مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جو سبوتاژ جنگ ٹیررزم میں سیاسی لوگ ملوث ہوتے ہیں اور جب ان کو گرفتار کیا جاتا ہے تو سیاسی جماعتوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ دیکھو جناب سیاسی لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ کسی سیاسی لیڈر کو اس بات کا لائسنس نہیں دیا جا سکتا کہ وہ کوئی غیر قانونی حرکت کرے۔ ایک دفعہ پھر میں معزز سینیٹر صاحب کی خدمت میں

گزارش کروں گا کہ یہ وضاحت جو خود میں ایک سے زیادہ دفعہ اخبارات میں کر چکا ہوں۔ چھپ چکی ہے۔ اور اس قسم کا کوئی پرویلیج کسی آئیڈنٹیٹی کارڈ ہولڈر کو نہیں دیا جاتے گا۔ چونکہ ہماری جماعت کا بیشتر لٹریچر سبز رنگ میں چھپتا ہے، اس لیے جو ہمارا آئیڈنٹیٹی کارڈ ہوگا اس کا رنگ بھی سبز ہوگا۔ اور یہ بھی میں عرض کردوں کہ ابھی تو ہم نے کسی ایک شخص کو بھی آئیڈنٹیٹی کارڈ جاری نہیں کیا۔ جب ہماری جماعت کے باضابطہ انتخابات ہونگے، اس وقت صرف عہدیداروں کو دیئے جائیں گے۔ اس لحاظ سے بھی ان کی تحریک قبل از وقت ہے۔ میں فنی پہلو کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ ان کے احترام میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ خبر غلط ہے۔ کوئی قانون سے بالاتر نہیں ہوگا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا صاحب۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! خان اقبال احمد خان صاحب کی وضاحت میری نظر سے گزری تھی، عرصہ ہوا۔ لیکن اس کے بعد پھر پنجاب کے بعض منسٹر صاحبان کے ایسے بیانات چھپے جن میں اس بات پر اصرار کیا گیا ہے۔ لگتا ہے کہ مرکز اور صوبے کی پالیسی الگ الگ ہے۔ مثال کے طور پر میں روزنامہ یکم ستمبر کے صفحہ اوّل پر چھپی ہوئی وزیر خزانہ پنجاب کی اس تقریر کا حوالہ دوں گا جس کی سرخی یہ ہے "وزیر اعلیٰ کو پیشگی اطلاع دیئے بغیر گرین کارڈ ہولڈر کے خلاف کارروائی نہیں کی جا سکے گی۔ سانگلہ ہل میں یوتھ ونگ کے اجتماع سے سردار عارف رشید کا خطاب"۔ میں صرف یہ تشویش ظاہر کر رہا ہوں کہ اگرچہ خان صاحب آل پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل ہیں، لیکن لگتا یہ ہے کہ جیسے حکومت کے معاملے میں مرکز بیچارہ کچھ کہتا ہے اور صوبے اپنی راگنی الاپتے ہیں۔ ایسے ہی صوباتی تنظیم کے مسئلے میں بھی ہے۔ کہ یہاں سیکرٹری جنرل کچھ کہہ رہے ہیں اور صوباتی وزراء اس پر اصرار کر رہے ہیں کہ گرین کارڈ ہولڈرز کے خلاف کوئی کارروائی وزیر اعلیٰ کی پیشگی اجازت کے بغیر نہیں کی جائے گی۔ تاہم میں ان کی وضاحت کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اللہ کرے کہ وہ صوباتی وزراء سے بھی یہ بات منوا سکیں۔ انہیں یہ ہدایت جاری کریں۔ کہ وہ اس طرح کے بیانات جاری کرنے سے گریز کریں۔ ورنہ ملک میں انارکی پھیلے گی۔ اور اس طرح سیاسی کارکنوں میں ایک privileged کلاس پیدا کر لینے سے ملک کا نظم و نسق متاثر ہوگا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا آپ اپنی تحریک واپس لیتے ہیں؟

مولانا کوثر نیازی : ذرا خان صاحب اس پر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب اقبال احمد خان : جناب مرکز اور صوبوں میں اس قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جو ہماری پارٹی کی پالیسی ہے، وہ تمام صوبوں اور مرکز میں ایک ہی ہے۔ لیکن اگر بعض سرخیاں دیکھی جائیں اور متن پڑھا جائے تو پھر کئی دفعہ یہ سوچنا پڑتا ہے کہ خبر کہاں سے نکل آئی اور سرخی کہاں سے نکل آئی۔

؎ بڑھا بھی دیتے ہیں کچھ زیب داستان کے لئے

میں نے جیسے گزارش کی ہے۔ یہ میرے ذاتی اور میرے جماعتی عقیدے کا حصہ ہے۔ کہ قانون سے کوئی بالاتر نہیں۔ اب اس سے زیادہ اور یقین دہانی وہ کیا چاہتے ہیں بہرحال ہم اپنی جماعت کے عہدیداروں کو آئیڈنٹیٹی کارڈ ضرور جاری کریں گے۔ جو ابھی تک کسی کو بھی نہیں کئے گئے۔ ایک شخص کو بھی تمام پاکستان میں کسی لمحے کے لئے بھی نہیں دیا گیا۔ کیونکہ ابھی ہمارے انتخابات ہی نہیں ہوتے۔

مولانا کوثر نیازی : میں خان صاحب کی اس یقین دہانی کے بعد اپنی تحریک پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ناٹ پریسڈ۔ مولانا صاحب آپ کی ایک دوسری ایڈجرنمنٹ موشن ہے۔

Regarding Adult Education National Commission on literacy

کیا آپ اس کو move کریں گے؟

(ii) *RE*: ADULT EDUCATION PROGRAMME AND PAYMENT FOR EDUCATING AN ILLITERATE PERSON

مولانا کوثر نیازی : جی ہاں۔ اخبارات نے اطلاع دی ہے کہ قومی کمیشن برائے خواندگی تعلیم عامہ نے تعلیم بالغاں کے سلسلے میں ایک ایسا منصوبہ تیار کیا ہے۔ جس کے تحت تعلیم بالغاں کو ٹھیکے پر دیا جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت کسی ناخواندہ شخص کو پڑھانے لکھانے کا ٹھیکہ ایک ہزار روپیہ ہوگا۔ اس سلسلے میں پڑھنے اور پڑھانے والے دونوں افراد کو ایک حلف نامہ داخل کرانا ہوگا۔ کہ ناخواندہ شخص نے خواندہ شخص سے تعلیم حاصل کر لی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ مسئلہ عنقریب کابینہ میں زیر غور آیا ہے۔ اس منصوبے سے تعلیم کے شعبے میں بھی رشوت و بدعنوانیاں

کا جو دور دورہ ہونے والا ہے ۔ اس کے تصوّر سے اہل وطن میں سخت تشویش پھیل گئی ہے ۔ لہٰذا میں تحریک کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ایوان کی کارروائی روک دی جائے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کو اپوز کر رہے ہیں آپ ؟

میاں ناصر علی خان بلوچ ، (وزیر مملکت برائے تعلیم) جی ہاں ، جناب چیئرمین ! (اخبارات کی اطلاع حقیقت پر مبنی نہیں ہے ، قومی کمیشن برائے خواندگی و تعلیم عامہ نے ایسا کوئی منصوبہ نہیں بنایا جس کے تحت تعلیم بالغاں کو ٹھیکے پر دیا ہو یا دیئے جانے کا پروگرام ہو ، تحریک التواء کے نفس مضمون سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ معزز ممبر سینٹ نے شاید قومی کمیشن برائے خواندگی و تعلیم عامہ کے ایک نئے منصوبے جس کا نام اقرار تجرباتی منصوبہ ہے کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ اس منصوبہ کے تحت کسی تعلیم یافتہ شہری کو کسی ایک یا ایک سے زیادہ تصدیق شدہ ناخواندہ فرد یا افراد کو خواندہ بنانے پر ایک ہزار روپیہ اعزازیہ کے طور پر دیا جائے گا ۔

دراصل یہ منصوبہ ایک تجرباتی عمل ہے جس کے ذریعے موثر سادہ اور یقینی طریقہ کار کا تعین مقصود ہے ۔ کمیشن برائے خواندگی و تعلیم عامہ کا یہ ناخوشگوار تجربہ ہے کہ اس سے پہلے جتنے منصوبوں پر عمل کیا گیا ۔ ان کے نتائج نہایت غیر تسلی بخش نکلے ، چنانچہ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی منصوبے کے پیش نظر یہ نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ کوئی ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے جس سے ناخواندہ اور رضا کار استاد کی رجسٹریشن اور بعد میں امتحانات کے طریقہ کار اتنے مفصل اور موثر وضع کئے گئے ہیں کہ جب تک کوئی تعلیم یافتہ فرد یا افراد ایک ناخواندہ کو خواندہ نہیں بنائے گا ، تو اسے اعزازیہ ادا نہیں کیا جائے گا ۔ معزز ممبر سینٹ کی خدمت میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس سے پہلے جو پروگرام چلایا گیا ہے اس میں ایک ناخواندہ کو خواندہ بنانے کے لئے ایک ہزار روپے سے زائد رقم کا خرچہ ہوا ہے ، لہٰذا کمیشن کی یہ مخلصانہ رائے ہے کہ ایک ایسا طریقہ کار جو سادہ اور یقینی نتائج کا حامل ہو ، اس کا تجربہ وقت کے تقاضوں کے ہم آہنگ ہو گا ۔ لہٰذا جناب اس وضاحتی بیان کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر اس پر زور نہیں دیں گے ۔ کیونکہ وہ اخبار کی خبر بالکل بے بنیاد ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : مولانا صاحب کیا فرما رہے ہیں آپ ؟

مولانا کوثر نیازی : وزیر صاحب نے میری بات کی تصدیق بھی کی ہے اور توثیق بھی کی ہے، اور تردید بھی کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اخباری اطلاع بے بنیاد ہے جب کہ ٹھیکے پر تعلیم کو دیئے جانے کی ساری تفصیلات انہوں نے نشر بھی فرما دیں اور جب میں نے یہ تحریک پیش کی تھی، ۱۳/ اگست کو، تو اس وقت تک وہ اشتہارات اخبارات میں چھپنے شروع نہیں ہوئے تھے، جن میں ایک ہزار روپیہ، ایک بالغ کو تعلیم یافتہ بنانے والے فرد کو دیا جانا ظاہر کیا گیا ہے۔ لیکن اب تو روزانہ اخبارات میں چھپ رہا ہے، اور ٹی وی میں آ رہا ہے کہ تعلیم کو ٹھیکے پر دیئے جانے کا جو کاروبار ہے۔ زور شور سے شروع کر دیا گیا ہے۔ کیا اس سے یہ بہتر نہ ہوگا کہ پوری وزارت تعلیم ہی ٹھیکے پر دے دی جائے۔ جو تعلیم بالغاں کا انتظام اس حسن و خوبی سے کر رہی ہے کہ جس سے کرپشن رشوت، بد دیانتی کے ہزاروں اور لاکھوں راستے کھولے جا رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہمارے معاشرے میں دیانت اور امانت کا کیا حال ہے اور بدقسمتی سے سرکاری دفاتر میں جن میں یقیناً دیانت دار لوگ بھی ہیں اور وہ ہماری طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں، لیکن اکثر و بیشتر صورت حال، جناب چیئرمین! یہ ہے کہ سرکاری دفاتر دکانوں میں تبدیل ہو گئے ہیں، جہاں نفع بخش کاروبار ہو رہا ہے۔ اب ایک آدمی کے لئے سرکاری ملازمین کی ملی بھگت سے اس قسم کا سرٹیفکیٹ لینا کوئی مشکل نہیں ہے کہ یہ آدمی جو ہے تعلیم بالغاں میں کامل ہو چکا ہے، اور یہ فرسٹ آیا ہے، سیکنڈ آیا ہے، اور یہ ایک ہزار روپیہ جو ہے یہ نصفلی و نصفلہ آدھا اس کی جیب میں اور آدھا سرکاری ملازم کی جیب میں چلا جائے گا۔ اس طرح آپ لاکھوں کروڑوں روپے برباد کر دیں گے۔ اور یقین مانیے کہ تعلیم بالغاں میں ایک انچ بھی پیش رفت نہیں ہو پائے گی۔

جناب والا! دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ incentive جو ہے تعلیم بالغاں کو عام کرنے کا کہ رضائے الٰہی ہو یا سماجی خدمت ہو، جو سماجی کارکنوں کا اب تک شیوہ رہا ہے، آپ اسے ختم کر کے رکھ دیں گے۔ اور آپ اب یہ چاہتے ہیں کہ لوگ اب خدمت خلق کا کام بھی اور اس ملک میں رفاہ عامہ کا کام بھی روپیہ کے لالچ میں کریں۔ آپ سماجی کام کو ملک کے اندر ذبح کر رہے ہیں۔ اور یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک کے اندر کوئی اللہ کی رضا کی خاطر یا ملک کی بہبود کے لئے از خود بغیر روپیہ پیسہ کے بغیر کسی لالچ کے کر سکے۔ اس لئے جناب والا! وزیر صاحب

کے اس اعتراف کے بعد کہ واقعتاً یہ کام انہوں نے شروع کر دیا ہے۔ قومی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ اس کو آپ ایڈمٹ فرمائیں تاکہ اس کے حسن و قبیح پر سیر حاصل اس ایوان میں بحث ہو سکے اور اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ یہ سکیم اس ملک میں کرپشن کا دروازہ کھول دے گی، اور تعلیم بالغاں کے اندر اب تک جو ترقی ہوتی ہے اس کو بھی پیچھے لے جائے گی تو یقیناً حکومت کو اس پر غور کرنا چاہیئے، اس لئے میں آپ کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ آپ اسے ایڈمٹ فرمائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا صاحب یہ آپ کے کہنے کے مطابق continuing matter ہے کہ یہ پروگرام بہت دنوں سے اخبارات میں آرہا ہے اور اب یہ ٹی وی پر بھی آنے لگا ہے۔ ان ارشادات کے بعد میرے خیال میں یہ recent occurrence تو نہیں ہے، کوئی نئی چیز تو نہیں ہے، آپ اس کا جواب دیں۔

مولانا کوثر نیازی: میں جناب آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس دن بھی آپ نے مجھے موقع نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کو موقع کو تو دے رہا ہوں۔

مولانا کوثر نیازی: آپ ملک کے ایک قانون دان ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو recent occurrence کا مفہوم سمجھا جاتا رہا ہے۔ ہمارے ہاں یہ صحیح نہیں ہے۔ میں اس ضمن میں اپنی گزارشات پیش کرتا ہوں، ان پر آپ تھوڑی دیر کے لئے ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ رولز کی کتاب کا ۴۲ صفحہ آپ ملاحظہ فرمائیں، اس کے اندر یہ ہے کہ

The question shall relate to . . . . (*interruption*)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رول کا حصہ "سی" پڑھ لیجئے۔

مولانا کوثر نیازی: جی میں عرض کرتا ہوں۔ یہ کونسا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ صفحہ نمبر ۴۲ ہے اور رول ۱۸ ہے۔

مولانا کوثر نیازی: یہ دیکھئے جناب میں "سی" اور "ڈی" دونوں کو ملا کر پڑھتا

[Maulana Kausar Niazi]

ہوں اور پھر آپ کی قانونی مشاقی سے اپیل کروں گا کہ وہ اس پر اپنا فیصلہ صادر فرمائے

"سی" میں ہے It shall be restricted to a matter of recent occurrence;

اب recent occurrence کیا ہے۔ اس کی تشریح "ڈی" میں ہے اور وہ یہ ہے۔

it shall not revive discussion on a matter which has been discussed in the same session or in the Assembly within the last six months;

یہ ہے ریسنٹ اکیوینس کی ڈیفینیشن، کہ چھ مہینے . . . . . (مداخلت)

Mr. Presiding Officer: I am sorry Maulana Sahib

سی اور ڈی، یہ دونوں independent clauses ہیں۔

مولانا کوثر نیازی: یہ independent ہیں مگر دونوں کے اندر یہ relation ہے کہ recent occurrence کی تشریح ڈی میں ہے . . . (مداخلت)

Mr. Presiding Officer: No. I am afraid, I don't agree with you.

مولانا کوثر نیازی: کہ وہ discussion کو revive نہ کرے جو پہلے ہو چکی ہے۔

Mr. Presiding Officer: No I don't agree with you Maulana Sahib.

مولانا کوثر نیازی: مسئلہ یہ ہے کہ recent occurrence کیا ہے کہ — اب یہ جو — اجلاس ہو رہا ہے، تو اس سے پہلے یہ واقع ہوا ہے۔ یہ اس سیشن سے بلائے جانے سے پہلے کا واقع ہے۔ ہمارا جو پہلے سیشن ہوا تھا، اس وقت یہ واقع نہیں ہوا تھا، ان دونوں اجلاسوں کے درمیان یہ واقع ہوا ہے کہ تعلیم کو ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے یہ ریسنٹ اکیوینس نہیں ہے تو جناب والا، اور کیا ہے۔

Mr. Presiding Officer: I am sorry, I hold that it is not recent occurrence, therefore, I rule it out. I am sorry.

ایڈجرنمنٹ موشن کا وقت ختم ہوتا ہے، اب ہم ایجنڈے پر آتے ہیں۔

قاضی حسین احمد: جناب ابھی دس منٹ باقی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے، حاجی ملک فرید اللہ خاں صاحب نہیں ہیں، تشریف نہیں رکھتے۔ قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: کونسا نمبر ہے جناب؟

جناب پریذائیڈنگ افسر: ۳۶ ہے۔

RE: NON-DISTRIBUTION OF AMOUNT OF LOANS BY A.D.B.P. AND I.D.B.P.

قاضی حسین احمد: میں جناب ایک انتہائی اہم مسئلہ پر تحریک التواء پیش کرتا ہوں کہ زرعی ترقیاتی بنک اور صنعتی ترقیاتی بنک ۲٫۸۱ بلین روپے کے قرضے تقسیم نہیں کر سکے۔ یہ مسئلہ روزنامہ جنگ کراچی ۵ ر اگست میں شائع شدہ خبر میں اٹھایا گیا ہے۔

جناب والا! زرعی ترقیاتی بنک اور صنعتی ترقیاتی بنک دو اہم ادارے ہیں، اور ان کے ذمے ملک کی زرعی اور صنعتی ترقی کا بہت اہم کام سپرد کیا گیا ہے۔ اور یہ ان کی کارکردگی کے بارے میں تشویشناک خبر ہے کہ دو اعشاریہ آٹھ ایک بلین روپے کے قرضے تقسیم نہیں کئے جا سکے۔ یہ کام ان کے سپرد کیا گیا تھا وہ کام انہوں نے پورا نہیں کیا، مکمل نہیں کیا۔ اس سے ان دو اہم اداروں کے بارے میں تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ لہٰذا میں یہ استدعا کروں گا کہ ان اداروں کی کارکردگی کو اس ایوان میں زیر بحث لایا جاتے۔ اس کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی جاتے۔ یہ اہم مسئلہ بھی ہے اور فوری مسئلہ بھی ہے۔ ریسنٹ اکوینس بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام قواعد کے لحاظ سے ایڈمیسبل ہے اس لئے اس پر بحث کی جاتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قاضی صاحب، رول ۱۸۷ پڑھ لیں۔

Qazi Hussain Ahmad: Rule 187—A motion that the policy or situation or statement or any other matter be taken into consideration shall not be put to the vote of the Senate, but the Senate shall proceed to discuss such matter immediately after the mover has concluded his speech and no further question shall be put at the conclusion of the debate at the appointed hour unless a member moves a substantive motion in appropriate terms to be approved by the Chairman and the vote of the Senate shall be taken on such motion.

بس جناب اسے نہیں سمجھ سکا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس admissibility پر جناب اقبال احمد صاحب کچھ گزارش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب اگر اجازت ہو تو میں عرض کرتا۔

The news item is not correct. The factual position both in respect of Agricultural Development Bank and Industrial Development is as under :–

(a) ADBP for the financial year 1985-86, Rs. 5072 million were allocated to ADBP for loan disbursement by the National Credit Consultative Council. The ADBP not only achieved the target but surpassed the same by Rs. 244 million actual disbursement made by the ADBP during the year 1985-86 stood at Rs. 5316.136 million and Sir, as far as IDBP is concerned for the financial year 1985-86 Rs. 1134 million were allocated to the IDBP by National Credit Consultative Council. The Industrial Development Bank actually disbursed Rs. 1147 million indicating thereby that IDBP not only met its target fully but also exceeded it by Rs. 13 million. So, Sir, the news was wrongly reported to the press. So I wanted to bring the factual position to the notice of the honourable Senator.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قاضی حسین احمد صاحب! جب واقعات یہ ہیں۔۔ (مداخلت)

قاضی حسین احمد: ٹھیک ہے جناب! میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ Motion No. 37 is identical اس واسطے وہ اسی کے ساتھ ڈراپ ہو جائے گا۔ ابھی یہ ہم لوگ Item 3, discuss کر رہے ہیں further discussion on the motion by Mr. Aslam Khan Khattak معاف کیجئے ایک اور تحریک التواء ۴۲، قاضی حسین احمد صاحب کے نام پر ہے۔ On the arbitrary increase in the price of dry powder milk

(iv) *RE* : ARBITRARY INCREASE IN THE PRICE OF DRY POWDER MILK

قاضی حسین احمد: روزنامہ 'نوائے وقت' لاہور ۵ اگست میں شائع شدہ خبر کہ "خشک دودھ کی قیمت میں دس روپے فی کلو کا اضافہ" سے عوام میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے

لہذا اس مسئلہ پر ایوان میں غور کیا جائے کیونکہ خبر کے مطابق حکومت نے تو صرف پانچ روپے فی کلو درآمدی ڈیوٹی نافذ کی تھی لیکن درآمد کنندگان نے اپنی طرف سے من مانی قیمتیں وصول کرنی شروع کردی ہیں، جس کی وجہ سے عام صارفین سخت مشکلات کا شکار ہیں۔

جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ مہنگائی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور لوگوں کی قوتِ خرید میں اضافہ نہیں ہو رہا ہے اس وجہ سے لوگ مہنگائی کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں اور اس خبر سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت ضروری اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے، یہ ایک اہم مسئلہ بھی ہے اور فوری اہمیت کا حامل بھی ہے اور یہ recent occurrence بھی ہے اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ اس پر بحث کی جائے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: آپ نے اس کے لیے کوئی تاریخ تو دی نہیں۔

قاضی حسین احمد:۔ جناب والا! میں نے "نوائے وقت" کی پانچ اگست کی شائع شدہ خبر کا ریفرنس دیا ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: ۵۔ اگست؟

قاضی حسین احمد:۔ ۵۔ اگست، اور میں نے اسی وقت یہ تحریک التواء پیش کی، اپنے نمبر سے آرہی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جناب اقبال احمد خان۔

جناب اقبال احمد خان: جناب! ایڈمیسیبلٹی کا فیصلہ تو آپ فرمائیں گے اگر اجازت ہو تو میں معزز سینیٹر کی خدمت میں عرض کردوں کہ جس طریقے سے ارشاد فرمایا گیا ہے، صورتحال اس طرح نہیں ہے۔

I will have to give a little bit of a lengthy statement to clarify the whole position and I think the honourable Senator may be satisfied when he comes to know the exact position.

Sir, it is stated that prior to the budget for 1986-87 milk classifiable under Pakistan Customs Tariff heading No. 04.02B and C.O.I – 21-07C was chargeable to 20% sales tax only. The duty

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

structure of milk was changed in the budget for 1986-87 to Rs. 5/- per kg. plus 12½% sales tax. As a result the incident of the duty on 1.8 kg. tin of milk was increased from Rs. 8 per kilo to about Rs. 11.60 per kg. On the cheapest powder milk imported in bulk the duty was increased from Rs. 3.65 per Kg. to Rs. 7.15 per Kg. The enhancement in duty was done with a view to protect the local dairy industry which is adversely affected by the cheap imported milk.

As regards the reported increase in the price of the powdered milk by Rs. 10 per kg., the market price of the powder milk before and after the levy of the customs duty at the rate of Rs. 5/-per kg., that is, on 29th May 1986 are tabulated below.

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں تمام qualities کی قیمتیں پیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اور ہم نے بزنس ریکارڈر سے مارکیٹ کی قیمتیں لی ہیں، گورنمنٹ نے یہ اپنی طرف سے نہیں بنائیں اور یہ کافی لمبا ہے اگر اجازت ہو تو redseal میں inspite of کہ duty پانچ روپیہ پر کلوگرام اور 12½% پر sales tax ملا کر it comes to about Rs. 8 فی کلوگرام، لیکن جو قیمتیں بڑھی ہیں مختلف کوالیٹیز کی وہ redseal میں چار اعشاریہ چھ روپے قیمت بڑھی ہے، وہ ہماری ڈیوٹی سے بھی کم بڑھی ہے، فل کریم ملک بٹر نیوزی لینڈ کا پانچ اعشاریہ اٹھائیس، نیڈو چھ اعشاریہ چالیس، ریڈ کاؤ صفر، سیفٹی چار روپے، اس لحاظ سے جو ہم نے فگرز پیش کیے ہیں، جو ہم نے ڈیوٹی بڑھائی ہے اس کے باوجود اس کے ریٹ سے کم قیمتیں بڑھی ہیں لیکن اس میں ایک اور چیز ہے جناب والا!

The above figures show that the price of powder milk has increased from Rs. 4 to Rs. 6.50 after the levy of customs duty of Rs. 5/- per kilogram but the extent of increase is less than Rs. 10/- per kg. as reported in the news item.

In this connection it is pointed out that it has been the policy of the Government to provide incentives for the establishment of dairy industry in the country. Accordingly, exemption from customs duty and sales tax has been allowed on plant and machinery imported for the installation of the dairy industry. Inspite of this concession, the local dairy industry had been agitating against the cheaper imported milk which was adversely affecting their economic

viability. In order to provide relief to the existing dairy units and to encourage further investment in the field of dairy industry, the Government in the budget for 1986-87 increased the customs duty on imported milk. It is hoped that the resultant increase in the price of imported milk will help the local industry in its development and expansion.

The Government is committed to a policy of import substitution and establishment and protection of local industry. An increase in customs duty on imported powder milk has been a step in this direction.

In view of this position as explained above I am hopeful the honourable Senator will not press his motion. Thank you.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: قاضی صاحب آپ کیا فرماتے ہیں؟

قاضی حسین احمد: جناب وزیر صاحب نے اس سے تو اتفاق کیا ہے کہ خشک دودھ کی قیمتیں بڑھی ہیں اور اس طریقے سے جو صارفین ہیں ان پر ایک اضافی بوجھ پڑ گیا ہے اور یہ جو وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے انڈسٹریل کلاس کو تحفظ دینے کے لیے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ کیا ہے، میں سمجھتا ہوں، جناب والا! کہ جو عام زمیندار ہے یا عام کاشتکار ہے اس کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور یہ ایک خاص طبقے کو اور ایک خاص کلاس کو فائدہ پہنچانے کی ساری بات ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے لوگوں پر بوجھ بڑھا ہے اور اس کی وجہ سے ملک کے اندر مہنگائی بڑھی ہے۔ میں استدعا کروں گا کہ اس پر آپ بحث کو منظور فرمالیں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب چیئرمین! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اس بجٹ میں ۵ روپے فی کلوگرام ڈیوٹی عائد کی گئی تھی تو قدرتی طور پر کم از کم ۵ روپے فی کلوگرام تو قیمت بڑھنی چاہیئے تھی اور ساڑھے بارہ فیصد سیلز ٹیکس پر، میں نے جو آپ کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ inspite of the increase in the customs duty and sales tax اس تناسب سے قیمتیں نہیں بڑھیں اور یہ خبر غلط ہے جو دس روپے

والی ہے، میرے پاس اس وقت بزنس ریکارڈر ہے جناب والا! ۲۹ مئی ۱۹۸۶ء کی قیمتوں کی کٹنگ بھی موجود ہے اور اس کے بعد ۱۶ ستمبر ۱۹۸۶ء کی بھی میرے پاس موجود ہے جس سے مَیں نے آپ کی خدمت میں وہ تقابل پیش کیا ہے کہ اس ڈیوٹی کی enhancement کے بعد قیمتیں بڑھی ہیں لیکن وہ ڈیوٹی کی increase اور سیلز ٹیکس کے باوجود اس ریٹ سے کم ہیں۔ قیمتیں بڑھی ضرور ہیں اور جب ڈیوٹی لگائی گئی ہے تو نیچرلی قیمتیں تو بڑھنا تھیں، اور یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے ملک کی جو اپنی انڈسٹری ہے اسکو ہم سنبھالا دیں، کوئی ساری عمر ہالینڈ سے دودھ منگوا کر تو بچوں کو نہیں پلاتے رہیں گے۔ ہمیں جلد از جلد اپنے ملکی وسائل میں خود کفیل ہونا ہوگا اور باہر کے بہت سے ایسے دودھ ہیں جو سستے ملتے ہیں، اس لیے ہم نے ان پر ڈیوٹی لگائی ہے کہ لوکل انڈسٹری پھلے پھولے اور ہمیں توقع ہے کہ ہمارا ملک جو آہستہ آہستہ انڈسٹریلائزیشن کی طرف بڑھ رہا ہے اس کو incentive ملے تو انڈسٹری اور بڑھے گی اور یہ دودھ ہمیں امپورٹ کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی، ہم اپنے وسائل پر تکیہ کریں گے، تو مَیں پھر یہ عرض کروں گا کہ دس روپے والی نیوز آئیٹم درست نہیں ہے چار روپے سے لیکر ساڑھے چھ روپے کے درمیان مختلف کوالٹی کی قیمتیں بڑھی ہیں۔

Mr. Presiding Officer: On the question of admissibility, have you anything to say?

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Yes. It is irrelevant and it is not admissible.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: اگر آپ پریس نہیں کرتے تو مَیں نہیں پوچھتا۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! مَیں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اگر لوکل انڈسٹری کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ہیں تو ڈیوٹی بڑھانے اور امپورٹڈ چیزوں کی قیمتیں بڑھانے کے علاوہ اور بہت سارے اقدامات ہیں جو یہ حکومت نہیں کر رہی ہے، تمام اداروں میں کرپشن ہے صنعتکاروں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے، ان کو بجلی کا کنکشن نہیں ملتا، وقت پر ان کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں، ان کو raw مٹیریل نہیں ملتا، ان کو دوسری facilities مہیا نہیں ہوتیں

اس کی وجہ سے انڈسٹری میں ترقی نہیں ہو رہی ہے ... (مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ افسر: یہ different issue ہے ۔

قاضی حسین احمد: جناب انہوں نے جو plea لی ہے وہ غلط ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ افسر: جی plea تو انہوں نے یہی لی ہے ۔ پاکستان انڈسٹری کو encourage کرنے کے لیے انہوں نے ڈیوٹی بڑھاتی ہے ۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! صارفین کو اس کی سزا دینا غلط ہے ۔ گورنمنٹ کے سارے ادارے غلط کام کر رہے ہیں ، اور غلط طریقے اختیار کر رہے ہیں ۔ کرپشن ہے اور اس کی سزا صارفین کو دینا صحیح نہیں ہے ورنہ کیا وجوہات ہیں کہ لوکل دودھ درآمدی دودھ سے مہنگا ہو ، حالانکہ ہمارا لیبر سستا ہے ۔ جتنا چیپ لیبر پاکستان میں ہے ۔ دنیا میں کہیں نہیں ہے ۔ لیکن صرف وجہ یہ ہے کہ ہماری مینجمنٹ صحیح ہے ۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Iqbal Ahmad Khan, have you anything to say on the question of admissibility?

جناب اقبال احمد خاں: میں اس کو ان ایڈمسبل سمجھتا ہوں ۔ رول ۷۱ کے تحت یہ ایڈمسبل نہیں ہے ، میں نے وضاحت اس لیے کی تھی کہ میں معزز سینیٹر کو ساری صورتِ حال سے آگاہ کر سکوں ، آپ کی اجازت سے اس وجہ سے پڑھا ہے ۔ ورنہ یہ رول ۷۱ کے تحت inadmissible ہے اور اس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔

Mr. Presiding Officer: What do you say to that, Qazi Hussain Ahmed? He says that, it is not admissible under Rule 71

قاضی حسین احمد: جناب میں تو کہتا ہوں کہ یہ ایڈمسبل ہے ، رول ۷۱ کی شق کا انہوں نے حوالہ دیا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ افسر: آپ اے ، بی ، سی ، سے سٹارٹ کریں ۔

قاضی حسین احمد: میں تو کہتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں اپلائی ہوتی ہیں بہت ساری چیزوں پر یہ ان تمام کو kill کرتے ہیں یہ ایک اہم مسئلہ ہے ، اس پر اگر ایوان میں بحث ہو جاتے اور بحث کے لیے کوئی دوسرا دن مقرر کر دیں ، ہم اصرار نہیں کرتے کہ آج ہی بحث ہو ، لیکن کوئی دن مقرر کر لیں یہ ایک اہم مسئلہ ہے ، اس کو بحث کے لیے منظور کر لیں ۔

Mr. Presiding Officer: I am sorry, Qazi Sahib, under sub-rule (a) (b) and (c) of Rule 71, it is not admissible. I rule it out of order.

ابھی ہاؤس کے سامنے جو موشن ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

Mr. Ahmed Mian soomro: Point of Order.

Mr. Presiding Officer: Are You on a point of order?

جناب احمد میاں سومرو : میں آپ کے ذریعے گورنمنٹ سے ایک وضاحت چاہتا ہوں۔ جب آٹھویں ترمیم کا بل پاس ہو رہا تھا۔ انڈیپنڈنٹ ممبرز اور گورنمنٹ پارٹی کے درمیان جو شرائط فیصل ہوئے تھے اور ہاؤس میں اناؤنس ہوتے تھے۔ ان میں یہ ایک فقرہ تھا کہ پرائم منسٹر آئین کو ریویو کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائیں گے۔

Mr Presiding Officer: That is not a matter before the House now.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, I can raise any matter.

Mr. Presiding Officer: No, no. You can raise only a matter which is before the House. Any point of order relating to a matter may be asked.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I am bringing it before the House.

Mr. Presiding Officer: I am sorry, then you have to give a notice of some sort of motion.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I am not asking for resolution or decision from the Senate. I only want a clarification as to how things stand at present because people have been punished under Martial Law and rotting in Jails.

Mr. Presiding Officer: I am sorry, this is not a matter to be asked.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Please understand what I am saying.

Mr. Presiding Officer: I am sorry, I am sorry, Mr. Soomro, please take your seat. You are speaking about the political prisoners

who are in the Jails but there is another matter before the House today.

Mr. Presiding Officer: Nawabzada Jahangir Shah Jogezai, wanted to speak first.

Mir Nawaz Khan Marwat: Are you starting the debate on law and order?

Mr. Presiding Officer: Yes.

Mir Nawaz Khan Marwat: Sir, before that I want to make a request.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب آئیٹم نمبر چار لینا چاہتے ہیں اگر ہاؤس کی اجازت ہو تو میں پیش کروں۔

THE CRIMINAL LAW (AMENDMENT) BILL, 1986

میر نواز خان مروت: میں پوزیشن واضح کرتا ہوں کہ گستاخِ رسول کا جو بل ہے جس کو نیشنل اسمبلی نے پاس کیا ہے اس میں قانوناً ۹۰ دن ہوتے ہیں جو ۶ تاریخ کو ختم ہو رہے ہیں اس میں جمعہ اور ہفتہ چھٹی ہوگی، سنڈے کو پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوگا، لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس کو لیا جائے اگر ہاؤس approve کرے۔

متعدد اراکین: کل لے لیں۔

میر نواز خان مروت: کل کا کیوں رسک لیتے ہیں کل کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ کیونکہ لاء اینڈ آرڈر تو پھر بھی چل سکتا ہے یہ نظامِ مصطفیٰ کی بات ہے ویسے مرضی آپ کی ہے۔

متعدد اراکین: ٹھیک ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: اب اجازت ہے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں کچھ عرض کروں، اس کا مکمل مسودہ ہمارے سامنے آیا نہیں ہے وہ اردو میں ہمیں مہیا کر دیا جائے اس کے بعد ہم اس پر بحث کریں گے۔

میر نواز خان مروت: یہ ان کی ٹیبل پر آچکا ہے۔ آج بھی ہے اور کل بھی تھا۔ اسی لیے تو موو کر رہا ہوں۔ یہ سر، مسودہ ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: قاضی صاحب آج بھی ہاؤس میں ہیں اگر آپ کی اجازت ہے تو مروت صاحب موو کریں؟

میر نواز خان مروت: ماشاءاللہ قاضی صاحب تو انگریزی بھی سمجھتے ہیں۔ سر اجازت ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: مروت صاحب موو کریں۔

Mr. Nawaz Khan Marwat: Sir with your kind permission I beg to move;

> "That the Bill further to amend the Pakistan Penal Code and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment), Bill 1986], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Presiding Officer: The motion before the House is:

> "That the Bill further to amend the Pakistan Penal Code and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment), Bill 1986], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Mr. Ahmed Mian Soomro, in Clause 2, is there any amendment?

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, there is no amendment.

Mr. Presiding Officer: So, the motion before the House is:

"That Clause-2 forms part of the Bill."

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Now, Clause 3. Mr. Soomro, have you any amendment?

Mr. Ahmed Mian Soomro: Yes, Sir.

I have given an amendment that in Clause 3 of the Bill, as passed by the National Assembly, in the proposed new entry 295 B,

in column 8, after the words "Court of Session" the words "Which shall be presided over by a Muslim" be added.

And with your permission, I would just explain my amendment.

Mr. Presiding Officer: Yes.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, I have given this amendment because I feel that the Bill, as passed by the National Assembly, shows that where there is use of derogatory remarks against the Holy Prophet (Peace Be Upon Him) section 295 C it is to be tried only by a Court of Session which shall be presided over by a Muslim. Whereas under 295 B, defiling etc. of copy of Holy Quran it could be tried by a Court of Session even headed by a non-Muslim. The reason for the amendment is Sir, the non-Muslim can not say whether a remark is derogatory or not. It is not a question of knowing Islam or knowing the Holy Quran properly. Whereas in the case of defiling of Holy Quran, it is only a person who is conversant with the Holy Quran, who could know whether the interpretation is correct or not. We cannot expect every non-Muslim Judge to declare what has been said is correct according to the Holy Quran or not. In fact, there must be a Muslim Judge in this context otherwise it was not so important. But here, there is definitely a lapse in getting this Bill passed in the National Assembly. And it is the duty of the Senate to point out if there is any lapse in a Bill sent to it by the National Assembly and that is why I have pointed out this lapse and brought this amendment.

Mr. Presiding Officer: The amendment moved is :

> "That in clause 3 of the Bill, as passed by the National Assembly, in the proposed new entry 295 B, in column 8 after the words "Court of Session" the words "which shall be presided over by a Muslim" be added."

Mir Nawaz Khan Marwat: Sir, I have to oppose it.

سر! جہاں تک میرے بھائی احمد میاں سومرو صاحب کی ترمیم کا تعلق ہے یہ بھی
قانون دان ہیں۔ جہاں تک جس سیکشن کا انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ اس میں سیکشن ۲۹۵

جو ہے اس کے شیڈول ۲ میں actually پہلے ترمیم ہونا تھی جو نہ ہو سکی۔ ۱۹۸۲ء میں پاکستان پینل کوڈ میں ایک آرڈیننس کے ذریعے یہ add ہوئی تھی، تو یہ اس وقت شیڈول ۲ میں کریمنل پروسیجر کوڈ میں نہیں ہوئی تھی جو ضروری تھی۔ وہ اس بل کے ساتھ اس میں شامل کیا گیا تھا۔

جہاں تک ان کے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ اس میں بھی ایک مسلمان جج ہونا چاہیئے وہ اپنی جگہ یہ بہت معتبر بات ہے اس میں یہ ترمیم بعد میں دوبارہ بھی لائی جا سکتی ہے لیکن اس وقت چونکہ وہ ایک الگ قانون تھا پہلے یہ سیکشن ۸۲ء میں آچکا ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے۔ صرف ان سے slip ہو گیا تھا کہ اس کی شیڈول اس زمانے میں amend نہیں ہوئی جبکہ شیڈول ۲ میں ترمیم ضروری تھی۔

Whether it would be triable by the Court of Session to be presided by whom? whether it would be bailable, non-bailable, congnizable, non-cognizable, warrant case or a summons case?

یہ ترمیم اس وقت ہوئی تھی۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت چونکہ آئین کے آرٹیکل ۷۰ میں اس کے لئے ۹۰ دن provided ہیں جو کہ expire ہو رہے ہیں جیسے میں نے شروع میں وضاحت کر دی تھی لہٰذا اگر ہم اس سٹیج پر ترمیم لائیں گے تو آئین کی رُو سے یہ پھر واپس نیشنل اسمبلی جائے گا اور پھر joint sitting کی ضرورت ہوگی۔ اس قانون سے ہماری اور ہر پاکستانی کی یہ خواہش ہے کہ جلد سے جلد ہم نفاذِ اسلام میں آگے بڑھیں اور اس کی تکمیل ہو سکے۔ ناموس مصطفیٰ کا تحفظ ہر مسلمان کا فرض ہے اور یہ ہمارے فرائض منصبی میں شامل ہے بحیثیت مسلمان کوئی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ آقائے نامدارؐ کی شان میں کوئی گستاخی کا مرتکب ہو اور اگر ہو تو اسے سخت سے سخت سزا دی جا سکے تاکہ آئندہ کوئی بھی ایسی جرأت کرنے کی جسارت نہ کر سکے۔

میری گزارش یہ ہے کہ پہلے ترمیم میں یہ بات رہ گئی تھی میں ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ اس کو ہم الگ انگیزامن کریں گے۔ میں ذاتی طور پر اس ترمیم سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ ترمیم ہم علیحدہ لا سکتے ہیں اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان

سے گزارش کروں گا کہ اس وقت اس ترمیم کو یہ پریس نہ کریں تاکہ ہم اس بل کو پاس کر سکیں ورنہ تمام بل کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب احمد میاں سومرو : جناب یہ مانیں تو سہی کہ یہ غلطی ہے اور ہو گئی ہے۔ اچھا آپ نے مانا ہے۔

میر نواز خان مروت : جی، جی، بالکل!

قاضی عبداللطیف : جناب والا! ہمارے سامنے ہمیشہ یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ قومی اسمبلی سے یہ بل پاس ہو چکا ہے اس لئے آپ اس کو پاس کریں چاہے اس کے اندر جتنی بھی غلطیاں ہوں، میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ قواعد کے اندر یہ ترمیم کر دیں کہ جو قومی اسمبلی کے اندر پاس ہو چکا ہے وہ یہاں سرے سے آئے ہی نہیں، ہم سے آپ غلط چیزوں کی تصدیق کیوں کراتے ہیں جب کہ یہاں ان کے آنے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ وہاں اگر کوئی خامی رہ گئی ہے تو یہاں آکر ان کی اصلاح کرائی جائے اور جب کہ یہاں وہ تسلیم کرتے ہیں ہمارے محترم وزیر صاحب، کہ واقعتاً یہ خامی اور غلطی ہے اور جو مقصد وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کا تحفظ اس کی عزت کا تحفظ وہ تو تقریباً مجروح ہو کر رہ جائے گا اس لیے کہ جو شخص اس کے تحفظ پر ایمان ہی نہیں رکھتا وہ اس کا تحفظ کیسے، کس جذبے سے اور کیونکر کرے گا، تو اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم انتہائی ضروری ہے اور آپ یہ روایت قائم کریں کہ یہاں اصلاح ہو کر کے دوبارہ اسکو وہاں بھیجنا چاہیئے۔ وہاں انہوں نے بڑے جذبے سے اسے منظور کیا ہے تو اس کے اندر کوئی اشتعال پیدا نہیں ہوگا اگر یہاں آپ ان کی اصلاح کر کے وہاں بھیجتے ہیں تو یقینی بات ہے کہ وہ چند دنوں کے اندر ہی اسکو پاس کر دیں گے۔

میر نواز خان مروت : نہیں جناب! وہ میرا مقصد ہی نہیں سمجھے۔ جہاں تک اس بل میں حضورؐ کی شانِ اقدس میں گستاخی کے مرتکب ہونے کا تعلق ہے۔ وہ تو صحیح ہے مسلم جج ہونا چاہیئے، اس کے لئے میں نے ابھی وضاحت کر دی کہ defiling of the Holy Quran کے بارے میں ۱۹۸۲ء میں ترمیم ہوئی تھی لیکن سومرو صاحب

نے جوارشاد فرمایا ہے میں نے صاف کہا ہے کہ انشاء اللہ ہم اس ترمیم کو لائیں گے لیکن اس وقت نہیں ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جناب شاد محمد خان صاحب!

جناب شاد محمد خان: جناب چیئرمین! وزیر صاحب کی اس وضاحت کے بعد کہ چونکہ اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ ناموس رسولؐ کے سلسلے میں فی الفور سزا دینا چاہتے ہیں اسں میں تاخیر کرنا اور اس بل کو دوبارہ اسمبلی میں بھیجنا، تو ضیع اوقات ہے۔

جناب والا! یہ بل جس طرح انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ خود ترمیم لائیں گے ہمارا کام بھی ہو جائے گا اور ابھی یہ سوال مولانا کوثر نیازی صاحب نے اٹھایا تھا کہ کیا آپ اس بل کے پاس ہونے کے بعد ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے رسولؐ کیخلاف گستاخی کی ہے ان کے خلاف ایکشن لیں گے، لہٰذا اس کا مطلب بھی اسں طرح حل ہو سکتا ہے، لہٰذا میں درخواست کروں گا کہ وہ اس وقت اس پر زور نہ دیں چونکہ وہ وعدہ کر رہے ہیں کہ وہ ترمیم لائیں گے لہٰذا یہ بہتر ہو گا کہ اسے پاسں کیا جائے۔ شکریہ!

جناب احمد میاں سومرو: جناب عالی! محترم رکن سینٹ نے شاید میری ترمیم کا مقصد ہی نہیں سمجھا۔ مروت صاحب نے پہلی دفعہ واپس لینے کی اپیل کی ہے، لیکن میں واپس لینے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سینٹ کے مقصد کو آپ لوگ ختم کر رہے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے، پھر آپ یہی بہانہ کرتے ہیں کہ صحیح ہے آپ کا کہنا، ہم سے غلطی ہو گئی۔ اگر آپ ترمیم کریں گے تو پھر بل واپس نیشنل اسمبلی میں جائے گا۔ تو پھر سینٹ کو صرف "دھوبی مار" تو نہ بناڈ نا۔ لیکن چونکہ پہلی دفعہ انہوں نے مجھے حکم کیا ہے تو دوستی میں میں اسے ان کا حکم سمجھتا ہوں لیکن یہ بڑی خراب روایات پیدا کر رہے ہیں کہ اگر ایک غلطی بھی محسوس کریں تو اسے لاسٹ مومنٹ پر لے آتے ہیں کہ یہ واپس نہ جائے۔ آئندہ یا تو وہ بل سینٹ میں ہی انٹروڈیوس کریں کہ ان کی غلطی کی ہم نشاندہی کریں تاکہ وہ صحیح بل پاس کر کے نیچے بھیجیں۔

Mr. Presiding Officer: So you have withdrawn the amendment.

Nawabzada Jahangir Shah Jogezai: I want to know one thing.

Mr. Presiding Officer: Sir, the amendment is withdrawn now.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں اس کے متعلق اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Iqbal Ahmad Khan: An amendment can be withdrawn with the permission of the House.

Mr. Presiding Officer: Does the House grant leave to Mr. Ahmed Mian Soomro to withdraw the amendment?

Honourable Members: Yes.

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں ایک وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ وضاحت یہ ہے کہ جب یہ بل پاس ہو گیا تو جو جرائم پہلے ہو چکے ہیں کیا اس کا retrospective effect ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اس کو بھی مدِّ نظر رکھا جائے، کیونکہ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جو پہلے لوگوں نے ایسی گستاخیاں کی ہیں اس کو اس قانون میں لائیں تو اس بات کو کلیئر کرنا پڑے گا۔

جناب احمد میاں سومرو: اگر اجازت دیں تو عرض کروں کہ کون چلائے گا اس جرم کو that is the amendment here which has empowered.......

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جوگیزئی صاحب! یہ سوال تو پھر کورٹ کو determine کرنا ہوگا whether with retrospective or prospective effect.

Mir Nawaz Khan Marwat: It lies with prospective effect.

Mr. Presiding Officer: Yes it always lies with prospective, effect.

Then I will put Clause (3). The question is:

"That clause (3) of the Bill stands part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Now we take clause (1), short title and commencement and preamble, of the Bill.

Now the question is :

"That clause (1), short title and commencement and the preamble stand part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mir. Nawaz Khan Mrawat: The next motion is Sir, I beg to move:

"That the Bill further to amend the Pakistan Penal Code and the Code of Criminal Procedure 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 1986] be passed."

Mr. Presiding Officer: The question is:

"That the Bill further to amend the Pakistan Penal Code and the Code of Criminal Procedure 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 1986] be passed."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: The Bill is passed.

<u>میر نواز خان مروت :</u> سر! میں ایک فقرہ کہہ دوں اگر اجازت ہو تو! میں جناب آپ کی وساطت سے جناب احمد میاں سومرو صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس ایوان کے تمام فاضل ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے حضور سرور کائنات ؐ کے متعلق بل نہایت جلدی سے پاس کیا تاکہ ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے جو اس قسم کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ قانون کے پاس ہونے سے انشاء اللہ آیندہ کوئی بھی روسیاہ، کوئی بھی ناعاقبت اندیش اس جرم کے ارتکاب کی کوشش نہیں کرے گا۔ میں اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور انشاء اللہ اللہ تعالٰی کی ذات ان سے خوش ہو گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس ان سے خوش ہو گی اور شہدائے پاکستان کی ارواح ان سے خوش ہوں گی جنہوں نے نظام مصطفٰےؐ اور نفاذِ شریعت کے لیے اپنی زندگیاں قربان کی تھیں تاکہ اس ملک میں

اس قانون کا ضرور رواج ہو جو قرآن و سنت پر مبنی ہو، قرآن و سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق قوانین ہوں گے۔ آج تمام تحریک پاکستان کے شہداء کی ارواح خوش ہونگی اللہ تعالیٰ اس قوم اور ملک پر اپنی تمام نعمتیں نچھاور فرمائے اور جنہوں نے اس میں حصہ لیا اللہ ان کو اس دنیا اور آخرت کی تمام خوشیاں نصیب کرے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: ایک تجویز یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ابھی ہم داخلی صورتحال پر بحث کریں کیونکہ ہم اس کو کل پانچ بجے تک ملتوی کر دیں، ہاؤس کی کیا رائے ہے؟

متعدد اراکین: ٹھیک ہے! ایڈجرن کر دیں۔

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Thursday, October 2, 1986.

[*The House adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Thursday, October 2, 1986*].

PCPPI—3132(86)Senate—6-11-1988—300.